یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے۔

شرح قیمت اخبار مع محصول ڈاک

سالانہ ... ششماہی ...

خریداران ممالک بیرون ... دس شلنگ ... چھ شلنگ

عام سے ... لے ر ... للہ ر

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق .. للہ ر ... بلا

بغیر چندہ پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔

نمونہ کا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت تسہیل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج ہونگی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ بھیجنا چاہیئے ورنہ مطبع ذمہ وار نہ ہوگا

وکیل

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

THE VAKIL AMRITSAR

ایڈیٹر منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار عدالت

جلد ۶ | امرتسر ۱۲- ذیقعدہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۴ مارچ ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ | نمبر ۴۹

وکیل

امرتسر ۱۲- ذیقعدہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر ۴۹

اسلامی اتحاد ثلاثہ

ہماری ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمنے پچھلے دنون اسلامی اتحاد ثلاثہ پر ایک مستقل مضمون لکھا تھا جو کئی ہفتہ تک ہمارے اخبار کے ایڈیٹوریل کالمون مین مسلسل شایع ہوتا رہا۔ اُس مضمون مین ہم نے دلایل اور براہین سے ثابت کیا تھا کہ نظر بحالات موجودہ سلطان روم کو جگلاہ ایران اور امیر افغانستان مین اتحاد کا ہونا ضروریات سے ہے اور تاریخی واقعات اور دیگر اتحادون کے وجوہ پر بھی مفصل بحث کی تھی۔ اور یہ بھی صاف لفظون مین ظاہر کیا تھا کہ ٹرکی اور ایران تو ایسا معاہدہ کرنیمین مطلق العنان ہین مگر بروی معاہدہ کے افغانستان بدون اجازت اور مشورہ گورنمنٹ انگلشیہ کے کسی غیر سلطنت کے ساتھ براہ راست معاہدہ یا تعلق پیدا کرنیکا مجاز نہین۔ ہم نے اسی مضمون مین وضاحت کے ساتھ دلایل دیکر یہ ثابت کیا تھا کہ گورنمنٹ انگلستان کیلیئے مناسب وقت یہی ہے کہ امیر صاحب کو نہ فقط ایسا کرنیکی اجازت ہی دے بلکہ انہین امداد بھی دے تاکہ وہ ایسے عہدنامہ پر کاربند ہونے کی قابلیت پیدا کرین۔ ناظرین اس اجمال کی تفصیل ہمارے اُس مضمون کے متعدد سلسلون مین دیکھ سکتے ہین۔ مگر امیر صاحب کے روزنامچہ مین جو لنڈن سے چھپکر ہندوستان مین اب شایع ہوا ہے اسی مضمون کو دیکھکر تعجب سا ہوا ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ امیر صاحب نے حسن اتفاق سے ہماری تائید کیسے برجستہ اور پُرزور الفاظ مین کی ہے۔ قلت گنجایش کے سبب سے ہم ساری باب کا ترجمہ کرنیسے معذور ہین جو کتاب مذکور کی جلد دوم صفحہ ۲۵۹ سے ۳۰۴ تک چلا گیا ہے اس ساری باب مین فقط اسی اتحاد ثلاثہ پر امیر صاحب نے بڑی عالی دماغی کے ساتھ بحث کی ہوئی ہے۔ اور حق یون ہے کہ بڑی قابلیت اور روشن خیالی ظاہر کی ہے اور انکی وجوہات اور ضروریات کو ایسے دلنشین پیرایہ مین ظاہر کیا ہے کہ بیخواستہ مُنہ سے آفرین نکلتا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے فقط اُس حصہ کا ترجمہ کرا لاتے ہین جو صفحہ ۲۶۵ مین واقع ہوا ہے۔ امیر صاحب لکھتے ہین:-

"نظر بحالات موجودہ انگلستان اور برٹش انڈیا کے فائدہ کیلیئے ایک بات کا ہونا ضروری ہے اور اسمین روم ایران اور افغانستان کا فایدہ بھی ویسا ہی متصور ہے۔ یہ تجویز ہے اگر ان ملکون کے مدبر ایسی کرلین تو یقیناً سب کے لئے یکسان مفید ثابت ہو۔ وہ تجویز یہ ہے کہ روم۔ ایران اور افغانستان جو تینون ہم مذہب ہین آپسمین زیادہ تر اتفاق کرلین اور اگر ممکن ہو تو اپنے دارالخلافون کو ریل اور تار کے ذریعہ سے ملا لین۔ اس اتحاد کی بھی قرار واقعی حفاظت ہوگی۔ چونکہ یہ اتحاد ثلاثہ انگلستان کے فائدہ کیلیئے ہوگا اور اوسکا وجود مین آنا زیادہ تر اوسی کی امداد اور رائے پر مبنی ہے اسلیئے انگلستان اس معاملہ مین جس قدر جلدی کرے مناسب ہے۔ روم اور ایران مین تو پہلے ہی اتحاد کے آثار نظر آرہے ہین مگر افغانستان چونکہ بروے معاہدہ کسی سلطنت سے بدون اجازت انگلش گورنمنٹ نامہ و پیام نہین کرسکتا اسلیئے وہ ٹرکی یا ایران کے ساتھ کوئی خط و کتابت نہین کہتا۔ اگرچہ اونکے فایدہ کو وہ اپنا ہی فایدہ خیال کرتا ہے۔ اسمین شک نہین کہ سلطان روم۔ کجکلاہ ایران اور میری یہی حکمت عملی ہے کہ اپنے اپنے مقبوضات اور آزادی کو بحال رکھین۔ اور روس یا انگلستان کسی کو بھی اپنے ممالک مین مداخلت کا موقعہ نہ دین اور فقط اسی ہمیاری کے لئے رہین جو ہماری آزادی اور وقعت مین خلل انداز نہ ہو۔ چونکہ ہم بخوبی جانتے ہین کہ انگلستان کو ہماری سلطنت کی خواہش نہین بلکہ اوس سے بہت دور رہنا چاہتا ہے اس لئے ہم طبعاً انگلستان کیطرف مایل ہین جب تک وہ اس اصول کا پابند رہے۔"

امیر صاحب نے اس مضمون کو آگے چلکر تمثیلات سے ثابت کیا ہے۔ ہم بشرط فرصت آیندہ کسی وقت اس کتاب پر مبسوط ریویو لکھینگے۔ مگر کم سے کم اس باب کا ترجمہ اور وضاحت تو ضرور ہی کسی وقت اپنے ناظرین کی پیشکش کرینگے۔ ہم نے جب پہلے اس کتاب پر ریویو لکھا تھا اُس وقت کتاب ہمارے پاس نہ تھی بلکہ ہندوستان مین بھی نہ آئی تھی۔

علیا حضرت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

(سلسلہ کیلئے دیکھو وکیل مطبوعہ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء)

ہمارا یہ مضمون واقعی بہت کچھ طویل ہوگیا ہے اور بعض احباب نے ہم سے کنایتاً اور صراحتاً بھی کہا اور اس مین شک بھی نہین کہ جس قدر مسلسل ہم نے اس مضمون پر طبع آزمائی کی ہے اور تنی کسی اور اخبار نے عام اس سے کہ اردو ہو یا انگریزی نہین کی۔ اسکی دو وجہین ہین۔ ایک تو مضمون ہی ایسا دردناک اور علیا حضرت کے اوصاف ہی ایسے لاجواب تھے کہ خواہی نخواہی اوسے طول دینے مین ایک خاص کیفیت حاصل ہوتی تھی جس سے طبیعت کسی طرح سیر نہ ہوتی تھی اور نیت بہرنے مین نہین آتی تھی۔

حدیث درد و لا ویز داستانے ہست ۔ کہ ذوق بیش دہد چون دراز تر گردد

دوسرے ہماری غرض یہ تھی کہ ہمارے اخبار کے ناظرین اس بارہ مین انگریزی اخبارون یا رسالون کے محتاج نہ رہین اور اپنی مادر مہربان کے معمولی اور جزوی حالات سے کم سے کم اتنی باخبر رہین جتنے انگریزی اخبارون کے دیکھنے والے ہین۔ یہ وجہ بھی زیادہ تر اس مضمون کے طولانی ہونے کا باعث ہوئی۔ مگر اب ہم ایک مدعائے ضروری الاظہار یعنے ملکہ محترمہ کے عہد کی ترقیون کا ذکر کرکے اس مضمون کو ختم کرین گے۔

اس مبارک زمانے مین جو ترقی انگلستان کو ہوئی وہ واقعی ایسی حیرت انگیز ہے کہ دنیا کی تاریخ مین اوسکا نظیر نظر نہین آتا۔ اور سوائے اسکے کہ اوسے مشرقی توہمات کے مطابق اوسی ملکہ محترمہ کی خوش اقبالی کہا جائے اور کوئی بات نہین۔ جس دن آپنے تخت انگلستان پر جلوس فرمایا اوس دن سے آج تک جو وسعت ممالک محروسہ مین ہوئی اور جس قدر نئے ممالک انگریزی دائرہ حکومت مین شامل ہوئے اونکی نسبت یہ کہنا مبالغہ مین داخل نہین کہ انگلستان تو انگلستان کسی اور بادشاہ کو بھی سلف سے اب تک ایسی فتوحات نصیب نہ ہوئے۔ انگریزی عملداری کا نقشہ اوس وقت کا دیکھا جاوے اور آج کے مقبوضات سے مقابلہ کیا جاوے تو آسمان اور زمین کا تفاوت نظر آئیگا۔ کوئی براعظم ایسا نہین جہان انگلستان کے مقبوضات ایزادنہ ہوئے ہون۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا مین بڑے بڑے زرخیز اور سیر حاصل علاقے انگریزی اقتدار مین آئے یا انگریزی سرپرستی مین شامل ہوئے خاص ہندوستان کو دیکھیے۔ اودھ۔ پنجاب۔ برہما۔ ممالک مغربی شمالی کا بڑا حصہ اسی عہد کے اضافے ہین۔ مختصر یہ ہے کہ ۱۸۳۷ء مین جب علیا حضرت نے تخت آبائی پر جلوس فرمایا تو انگلستان کے کل مقبوضات فقط تیرہ لاکھ ستاسی ہزار مربع میل مین تھے اور اب ایک کروڑ گیارہ لاکھ اور پچاس ہزار مربع میل ہے یا بالفاظ دیگر آٹھ گنا اضافہ ہوا۔

یہ وسعت مقبوضات ہی مگر حقیقی ترقی یعنی تعلیم اور ایجادات اور علوم و فنون اور تہذیب اسکا ہیچ ہی نہین۔ اس وقت لوگون کی طرز معاشرت اور تمول کا مقابلہ اگر اوس زمانہ سے کیا جائے تو لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ ان مین کوئی مناسبت ہی نہین بلکہ وہ نوعیت ہی جداگانہ تھی ۱۸۳۷ء مین ساری انگلستان مین فقط ایک سو میل تک ریل جاری تھی اور اب بائیس ہزار میل مین ریل کا اجرا ہے۔ اون دنون ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار خالی از خطرہ سمجھی جاتی تھی اور اب یہ عالم ہے کہ فی گھنٹہ ساٹھ میل طے کرنا انگلستان مین عام ملحوظ کی رفتار ہے۔ بحری سفر کے وسائل مین جو ترقی ہوئی اوسکی مثال یہ ہے کہ ۱۸۱۹ء مین جو بادی جہاز انگلستان سے امریکہ تک سوا مہینے مین پہونچتے تھے اب بجائے اونکے سٹیمر ہفتہ بھر مین وہی منزل بآسانی طے کرلیتے ہین۔ آہن پوش جہاز اسی عہد کے ایجاد ہین۔ ڈاک کا انتظام جس خوبی اور سلیقہ سے ہوتا ہے اور جو ترقی اس برانچ مین ہوئی ہے وہ تجربہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ہندوستان تو خیر یہان سہیون بلکہ برسون تک عزیزون اور آشنادون کے حالات سے بیخبری ایک معمولی بات تھی خاص انگلستان مین جو مرکز تہذیب سمجھا گیا ہے ڈاک کا یہ حال تھا کہ محصول ڈاک وزن اور بعد مسافت کے معیار پر لیا جاتا تھا۔ لنڈن سے جو معمولی خط برائین کو جاتا تھا اوس کا محصول آٹھ پنس سے کسی صورت مین کم نہ ہوتا تھا۔ حالانکہ ساٹھ میل سے زاید مسافت نہین۔ اب رفتہ رفتہ تخفیف ہوکر یہ نوبت آئی ہے کہ ساری گریٹ برٹن مین دس تولہ کی وزنی چٹھی فقط ایک پنی کے محصول مین جاسکتی ہے اور پوسٹ کارڈ کا نصف پنس محصول ہے۔ ہندوستان جیسے وسیع ملک مین جسے بجائے خود ایک براعظم کہنا بیجا نہین فقط دو پیسے مین ملک کی ایک سری سے دوسری سری تک خط جارہی ہین اور پوسٹ کارڈون کے سسٹم مین اور بھی تخفیف ہے۔ اور اب جو ولایت کی محصول مین تخفیف ہوئی یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہی خبر رسانی کے سلسلہ مین جو ترقی ہوئی اوسکی یہ صورت ہے کہ شاہ ولیم کے مرنے کی خبر چھ مہینے مین کلکتہ پہونچی تھی برخلاف اس کے ملکہ محترمہ کے انتقال کی خبر کوئی چھ گھنٹہ کے بعد ہندوستان مین معلوم ہوگئی تھی خاص ہندوستان کی شرح تار مین جو تخفیف ہوئی ہے وہ ظاہر ہے کہ بجائے ۶ کے آٹھ لفظ روپیہ مین دیئے جاسکتے ہین۔ اور اوسپر ارجنٹ اور ڈیفرڈ کی نئی تقسیم سوداگرون کے لئے از حد مفید ثابت ہوئی ہے البتہ ولایت کی تارون کی شرح مین چندان سہولت ابھی تک نہین ہوئی جو ممکن ہے کہ آہستہ آہستہ ہوجاوے اور یہ واجبی شکایت بھی جاتی رہی۔ ع

"ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔"

انگلستان کے متوسط الحال باشندون کی طرز معاشرت اور سامان آسایش مین بہت کچھ فرق پیدا ہوگیا ہے چنانچہ ۱۸۳۷ء مین ہر ایک شخص بحساب اوسط ہر سال ساڑھے سات سیر چینی۔ نصف سیر اور دو چھٹانک چائے اور نصف سیر تمباکو صرف مین لاتا تھا۔ اور اب ہر ایک شخص کی سالانہ اوسط پینتیس سیر چینی اڑھائی سیر چائے اور نصف سیر اور دو چھٹانک تمباکو ہے۔

۱۸۳۷ء مین خاص لنڈن مین فقط دو ہزار سالانہ نئی کتابین تصنیف اور تالیف ہوئی تھین اور اب پانچ ہزار تین سو کی اوسط برسون سے ہے۔ جب کوئین وکٹوریا تخت نشین ہوئین تو اخبارات کی تعداد پانسو سے زاید نہ تھی اور اب دو ہزار تین سو سے زیادہ ہے اسی طرح ممالک متعلقہ ہندوستان وغیرہ مین بھی ان معاملات مین روز افزون ترقی ہوئی جسکی تفصیل لکھنے کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔

شفاخانون اور خیراتی ہسپتالون کا جس کثرت سے اس عہد مین اجرا ہوا وہ اور ترقیون سے کسی طرح کم نہین ملکہ محترمہ ان امور خیر اور ہمدردی اور دلسوزی کے کامون مین خاص انٹرسٹ لیتی تھین اور اونکے حسن انتظام اور خبر گیری مین اپنے گرانمایہ وقت کا اکثر حصہ صرف فرماتی تھین۔ بہت سے ہسپتالون کی بنیاد اپنے مبارک ہاتھون سے رکھی اور آخر عمر مین جب قوا ضعیف ہوگئے تھے۔ اور آپ ہر ایک موقع پر پہونچنا کسی قدر مشکل ہوگیا تھا تو شاہزادون اور شاہزادیون کو اس خدمت کے لئے مامور فرماتی تھین۔ نیٹلے ہسپتال کی بنیاد جب آپنے اپنی ماتھہ سے رکھی تو یہہ الفاظ فرمائے "اس ملک مین یہ ہسپتال اپنی وضع مین آپ ہی اپنا نظیر ہے یہ میرے نام سے منسوب ہے اور یورپ مین ایک شاندار اور نظیر فریب ہسپتال ہوگا۔ چونکہ مجھے اپنے جانباز سپاہیون سے دلی محبت ہے اور چونکہ مین نے اپنی آنکھون سے بہت زخمی اور بیمار دیکھے ہین مین اس ہسپتال کو مادرانہ نظر سے ہمیشہ دیکھتی رہونگی۔"

ہم نے نہایت مختصر طور پر اون ترقیون کا ذکر کیا ہے جو اس طویل زمانہ مین صورت پذیر ہوئی ہین۔ اگر قلت گنجائش کے سبب سے اس مضمون کا حق کما حقہ ادا نہ کرسکے اور بہت سے ضروری معاملات کو مرفوع القلم کیا۔ مثلاً فن جراحی اور فنون حکمیہ۔ اور طبی ایجادات اور اختراعات کا ذکر ہم سے نہ ہوا مگر جن باتون کو ہم نے زیادہ ضروری سمجھا اونہین سرسری نظر سے ہم نے ریویو کردیا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے معزز ناظرین کسی فروگذاشت کے پر جو ہماری نزدیک غیر ضروری اور اونکے زعم مین ضروری ہو معاف فرمائین گے۔ +

مذہبی معتقدات مین بعض اوقات کچھہ ایسا اتحاد واقع ہوجاتا ہے کہ اونہین خواہی نخواہی طبعی خیالات کہنا پڑتا ہے۔ مسلمانون مین عام رواج ہے اگرچہ مذہباً اسکی پابندی ضرور نہ ہو مگر یہ رواج کچھہ ایسا عام ہوگیا ہے کہ اب اوسے مذہبی وقعت ملگئی ہے کہ ہر ایک مردے کی تجہیز و تکفین مین آب زمزم کا صرف ہو۔ اور کعبہ کفن کا استعمال بھی کیا جائے۔ اسی طرح پچھلی ڈاک مین ولایت کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ علیا حضرت ملکہ معظمہ کے دفن کے وقت اونکی قبر مین بیت المقدس کی مٹی ڈالی گئی۔ جسکا استعمال یقیناً محض اس سبب سے کیا گیا کہ وہ متبرک اور مقدس ہے۔ ہمین اس وقت اس امر سے بالکل بحث نہین کہ یہ چیزین کہان تک کسی شخص کی عاقبت مین کام آسکتی ہین۔ یہ ایسی باتین ہین کہ ہر ایک مذہب اور ملت کے معتقدات سے جداگانہ تعلق رکھتی ہین۔ ہماری غرض فقط یہ ہے کہ یورپ والے بھی ہماری طرح ان رسوم ظاہری کے پابند ہین۔ +

ہم دیکھتے ہیں کہ حجاز ریلوے کے بارہ میں کچھ کچھ تحریک ہو چلی ہے۔ اور برادرانِ دینی اگلی سی غفلت اور تساہل سے کام نہیں لیتے اسی کی ہمیں ضرورت ہے اور یہی ہمارا خلاصۃ المقاصد تھا۔ ورنہ قوم کی درماندگی اور اپنے بھائیوں کے عالمگیر افلاس سے یہ توقع کبھی نہ تھی کہ کوئی کروڑ ڈیڑھ کروڑ روپیہ اس کارِ ثواب میں فراہم ہو سکے۔ ہم یہ بخوبی جانتے تھے کہ بالعموم لوگوں میں اتنی مقدرت نہیں کہ ایک معقول رقم جمع کر سکیں۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ جو صاحب مقدور ہیں انہیں ان معاملات کیطرف مطلق توجہ نہیں وہ اپنے اشغال میں یہانتک مصروف ہیں کہ عجب نہیں کہ ریل جاری ہو چکنے پر بھی بعد اسکے اجرا کی خبر انکے کانوں تک پہنچے۔ پس ایسے عدیم الفرصت بزرگوار دل سے کوئی امید رکھنا نادانی میں داخل ہے۔ ہاں مڈل کلاس والوں سے اگر کچھ توقع رکھی جائے تو شاید بیجا نہ ہوگا۔ اور آجتک باوجودیکہ اس تحریک کو عملاً صورت پذیر ہوئے برس بھر کے قریب ہو چکا ہے اگر کچھ ہوا ہے تو اسی جماعت سے یا اس سے کم درجہ کے بھائیوں سے۔ ہمیں اس ہفتہ میں متعدد جگہوں سے اسبارہ میں مراسلتیں اور انکے ساتھ رقمیں بھی موصول ہوئی ہیں جنہیں ہم شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں۔ اور یقین سے کہتے ہیں کہ اگر تحریک کا سلسلہ اسی سرگرمی سے جاری رہا تو عجب نہیں کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں اور ہندوستان سے اتنا روپیہ اس کام میں جائے جو ہندوستان کی وقعت اور یہاں کے مسلمانوں کی تعداد اور حیثیت سے کچھ نہ کچھ مناسبت رکھتا ہو۔ سب سے پہلے ہم اپنے دوست شیخ محمد امام الدین صاحب سوداگر کا ذکرِ خیر کرتے ہیں جنہوں نے کمال دریادلی سے اپنے کثیر المنفعت سرمہ کی انگیٹھ اشیشی ہمارے مطبع میں اس غرض سے بھیجی ہے کہ اسکی قیمت میں سے نصف ہم اپنے اہتمام سے حجاز کیطرف روانہ کریں۔ اونکی سرمہ کی قیمت بالعموم دو روپیہ فی شیشی ہے مگر جو شیشیاں اس غرض کے لئے موضوع ہوئی ہیں اونکی قیمت فقط ایک روپیہ فی شیشی مقرر کی ہے۔ ہمیں بخوبی علم ہے کہ شیخصاحب نے ہمیں اپنی ذاتی منفعت کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ کیونکہ اونکی فروخت کے حالات سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ اونکا سرمہ اپنے لاانتہا فوائد کے سبب سے ملک میں بدرجہ غایت ہر دلعزیز ثابت ہوا ہے۔ اور خریداروں کی کوئی کمی نہ تھی جس سے کسی بدگمان کو یہ کہنے کا موقع حاصل ہو کہ خریدار ہم پہنچا نہ سکا یہ بہانہ تراشا گیا ہے برخلاف اسکے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دلی شکریہ کے ساتھ اونکی اس معقول رقم کو فاضلاً لبتہ سمجھکر قبول کرے۔ جو لوگ اس سرمہ کو خریدنا چاہیں وہ اللہ العلی الکبیر کفاعلہ کے مصداق بنکر ہمارے مطبع سے طلب فرماویں کیونکہ یہ حجازی سرمہ ہمارے مطبع میں رہے نہ شیخصاحب کے پاس۔ اور اگر شیخصاحب کے پاس کوئی صاحب غلطی سے درخواست کرینگے تو شیخصاحب اپنی معمولی شرح کے مطابق اُن سے قیمت بھی وصول کرینگے اور معمولی خرید و فروخت سمجھکر اپنے ذاتی حساب میں محسوب کرینگے۔ ہمارے مکرم منشی عزیز الدین صاحب میر منشی پرنٹنگ ایجنسی چیراں والی کچھ کم عزت اور قومی امتنان کے مستحق نہیں جنہوں نے اپنی کتاب تاریخ چیتراں کی سو جلدیں اس کام کے لئے نذر کی ہیں اور ہمیں ضابطہ اجازت نامہ بھی اپنی قلم سے بھیج دیا ہے۔ شیخصاحب کی یہ کتاب تاریخی حالات اور کارآمد واقعات کی اعتبار سے بڑی قابلِ احترام اور جامع ثابت ہوئی ہے۔ اونھوں نے بڑی جگرکاوی اور دماغ سوزی کے ساتھ متفرق اور پراگندہ واقعات کو تدوین کیا ہے۔ یہ آجتک کی تلاش ہے کہ صدیوں کے مرے ہوئے مسلمانوں کی بوسیدہ ہڈیوں پر آبِ حیات چھڑک کر از سرِ نو زندہ کر کے اونکے فوق الفطرت کارنامے ابنائے زماں کے روبرو رکھدیئے ہیں اور حالات اور واقعات کو ایک ایسے دلفریب اور پسندیدہ پیرایہ میں ظاہر کیا ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ منشی صاحب نے محض قومی ہمدردی کے لحاظ سے کتاب کی قیمت میں نصف سے بھی زیادہ تخفیف کی ہے۔ یعنی بجائے ۱۲ کے فقط ایکروپیہ پر کفایت کر کے سو جلدوں کا اس قیمت پر فروخت کرنا منظور فرمایا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس موقع کو بالکل ہاتھ سے نہ دینگے اور جسقدر جلد ممکن ہو ہم خریدار ہم ثواب کا فائدہ اٹھائینگے۔

اسی ذیل میں ہم سردار محمد طاہر خانصاحب کا نام نامی زبان پر لاتے ہیں۔ اونکی علو نسب کے بارہ میں فقط اسقدر کہنا کفایت ہے کہ آپ امیر شیر علیخان مرحوم امیر کابل کے حقیقی بھتیجے اور داماد ہیں۔ فیاضی اور بخشش آپکے خمیر میں ہے۔ آپنے پہلے بھی چند موقعوں پر اس کارِ خیر میں حصہ لیا جسکی وقتاً فوقتاً اطلاع ناظرینِ وکیل کو اخبار کے ذریعہ سے ہوتی رہی ہے۔ اب اس مہینے میں اونھوں نے اور ۲۵ روپیہ ہمارے پاس براہ راست بھیجے اور اپنے نوازشنامہ میں جو رقم کے ہمراہ آیا آپنے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ آئندہ اور روپیہ بھی وقتاً فوقتاً بھیجتے رہینگے۔ کاش یہ توفیق جو سردار صاحب کو حاصل ہے دیگر ذی مقدرت مسلمانوں کو ہوتی تو آجتک یہ چندہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتا۔

ہم اسی نوٹ میں مسلمانانِ ہوشیارپور کا بھی شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے چھوٹی چھوٹی رقموں کے ذریعہ سے ۱۰۰ روپیہ کی رقم جمع کر کے ہمارے پاس بذریعہ مولوی نذر الحسین صاحب کے بھیجی ہے۔ اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ مولوی صاحب موصوف نے اس کام میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور ثوابِ اُخروی کے مستحق ٹھیرے۔ ہم ذیل میں اُن صاحبوں کے نام لکھتے ہیں۔

شیخ احمد حسین صاحب۔ شیخ خدا احمد صاحب۔ شیخ ارادت حسین صاحب۔ شیخ عبد الرحمن صاحب شیخ لطف کریم صاحب شیخ حسن رضا صاحب۔ میر دوست علیصاحب۔ محمد ابو سعید صاحب۔ شیخ شرافت کریم صاحب شیخ وزیر حسین صاحب۔ کریمن۔ حکیم ظہور الحق صاحب۔ سید نور الحسن صاحب۔ منشی امداد حسین صاحب۔ منشی جمال الدین صاحب۔ منشی ابراہیم حسین صاحب۔ شاہ حبیب حسین صاحب۔ حاجی براتی صاحب شیخ خدا بخش صاحب شیخ ظہور الحسن صاحب منشی شرف الدین صاحب۔ ملک رمضان صاحب۔ محمد ہادی صاحب۔ شیخ وراثت حسین صاحب شیخ عبد العزیز صاحب۔ میر مقصود علیصاحب۔ متفرق معرفت منشی امیر الدین صاحب۔ متفرق معرفت شیخ حسن صاحب۔ منشی فداحسین صاحب۔

مذکورہ بالا رقموں میں اگرچہ کوئی بہت ہی قلیل المقدار نہیں مگر ہم نے بڑے فخر سے انہیں خاص کر اس غرض سے مشتہر کیا ہے کہ ایک تو دینے والوں کی حسن نیت اور دلی گرمجوشی ظاہر ہو اور دوسرے اور لوگ بھی جو چھوٹی رقم دینا اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں اور بڑی رقم دینے کی استطاعت نہیں رکھتے اور اسکا اظہار کرتے ہوئے جھجکتے ہیں یہ سبق حاصل کر کے بے تکلف اس میں شامل ہوں۔ مقامِ غور ہے کہ جسطرح ان بزرگوار دل کو حقتعالےٰ نے یہ توفیق کرامت کی اگر اسیطرح متمول احباب کو خیال پیدا ہو تو لاکھوں کا جمع ہونا کچھ بڑی بات نہیں مگر یہ خدا کی شان ہے کہ ہماری قوم کے کان پر جوں تک نہیں چلتی اور مصرع کچھ ایسی ہوئی ہے سو بیٹوں کے کہ جاگنا پھر قسم ہوا ہے کا نقشہ ہو رہا ہے۔ ہر چند کہا اور بار بار کہا کہ اس تجویز میں کوئی قباحت نہیں بلکہ سرتاپا دینی اور دنیوی فائدہ یقینی ہے مگر طوطی کی آواز نقارخانہ میں کون سنتا ہے۔ چھٹی بیاہ کی تقریب پر خدا کی دولت اڑانے میں ذرا بھی دریغ نہیں اور اگر احیاناً اپنے پاس موجود نہ ہو تو ایسے موقع پر قرض دام لیکر خرچ کرنا اور آئندہ نسلوں کو بطریق زیر بار کرنا ہمارے معمولات میں داخل ہے۔ مگر یہاں ایک حبہ نکالنے کیلئے عذرِ مفلسی اور بے سروسامانی موجود ہے ؎

یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زباں اور

یہ ہمارے لئے کیسی بڑی بات ہے کہ دور دور کے اسلامی ممالک یا ایسے علاقوں میں جہاں کہ دیش مسلمان بکثرت پائے جاتے ہیں اور جہاں نئی تہذیب اور شائستگی کی ہوا تک نہیں پہنچی اس معاملہ میں برابر ہم سے پیشدستی ہو رہی ہے۔ مثلاً میلبورن علاقہ آسٹریلیا سے ہمارے پاس ایک دوست سید جیلانی شاہ کی مراسلت اور اسکے ساتھ ہی پانچ پونڈ کا منی آرڈر جو اس ہفتہ میں موصول ہوا اور ساتھ ہی ایک اور قسط کا تعہد ہمارے مکرم نے کیا ہے۔ ہم دلی شکریہ کیساتھ اپنے عنایت فرما کی رقم کو اخبار میں مشتہر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ حقتعالےٰ مسلمانانِ میلبورن کو جزائے خیر دے جنہوں نے باوجود اس بعد المشرقین کے اس ضروری اسلامی کام میں اسطرح پارٹ لیا ہے۔ ہمارے مکرم دوست سید جیلانی شاہ صاحب علاقہ گوردا سپور کے باشندے ہیں اور کچھ عرصہ سے بغرض سیر اپنے وطن سے تشریف لیگئے ہیں۔ دوران سفر میں رنگون قسطنطنیہ وغیرہ وغیرہ دیگر دیار و امصار کی سیر کرتے ہوئے میلبورن کیطرف جا نکلے اور وہاں جاکر اپنے بھائیوں کو اس کارِ ثواب کی تحریک کی اور فی الجملہ ایک حد تک کامیابی بھی حاصل کی اور ایک قسط ہماری پاس بھی بھیجدی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنی سرگرمی کو بدستور برقرار رکھینگے۔ اور اپنی عادت کے موافق اپنے بھائیوں کو اس نیک اور بے ضرر کام کی جائز تحریص دلاتے رہینگے۔ ہم ذیل میں اُن بزرگوار دل کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے اس کارِ ثواب میں حصہ لیا۔

سید جیلانی شاہ صاحب علاقہ گوردا سپور۔ سید ولایت شاہ صاحب۔ مہر فتح الدین صاحب۔ حافظ نور عالم صاحب۔ میاں سلطان عالم صاحب۔ مہر نظام الدین صاحب۔ مہر فتح الدین صاحب۔ مراتب علیشاہ صاحب۔

فرمانروائے ہمایونی

اگرچہ شہنشاہ بیگم اپنے موجودہ منصب پر نوناخاص نہیں جو ملکہ انگلستان کو بحیثیت ایک شہنشاہ کے تھا مگر تاہم دیگر شادی شدہ عورتوں کے مقابلہ میں انہیں قانونِ انگلستان کے رو سے محض اسلئے کہ وہ بادشاہِ وقت کی تاجدار ملکہ ہیں خاص عائتیں حاصل ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ ایک ملکہ کے رو سے جو ہنری ہشتم کے عہد میں ۱۵۴۰ء میں پاس ہوا تھا بادشاہِ وقت کی ملکہ کو یہ حق عطا کیا گیا تھا کہ وہ اپنے لئے بادشاہ سے عطایا اور جاگیر حاصل کرنیکا استحقاق رکھتی ہے نیز خاص اپنے نام سے دیوانی دعوے دائر کرسکتی ہے۔ اور اسپر بھی دعوے دائر ہوسکتا ہے۔ اسی ایکٹ کے رو سے اُسے یہ بھی اجازت دیگئی تھی کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ اپنے نام سے خریدے اور بیع بھی کرے اسکی تائید بعد میں شاہ جارج سوم کے عہد میں برے ۲۹ و ۳۰ باب ۸۸ دفعات ۸ و ۹ کے ہوئی تھی جسمیں ایسی ملکہ کی جداگانہ شخصیت تسلیم کیگئی ہے۔ اور اسکے لئے علیحدہ افسران کا تقرر جائز اور مطابق قانون قرار دیا گیا ہے۔

قانون انگلستان میں یہ دیکھکر ہمیں تعجب پر تعجب ہوتا ہے کہ یورپ کے مدعیانِ تہذیب اور آزادی کس منہ سے مسلمانوں کو نیم وحشی کہتے ہیں اور کس برتے پر ہمیں یہ الزام دیتے ہیں کہ ہم عورتونکے حقوق کی نگہداشت کما حقہ نہیں کرتے اور انہیں بجائے رفیقِ رنج و راحت اور شریک درد و مصیبت سمجھنے کے ایک نفس پرستی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ شرعِ اسلام کے رو سے یہ آزادی حقوق ہر ایک عورت کو بلا کسی تمیز اور تفریق کے حاصل ہے۔ غیر تو غیر خاص اپنے شوہر پر پہر یا دیگر فرضہ کا دعوے بے تکلف کرسکتی ہے اور شرع کے رو سے اُسے کوئی امر مانع نہیں۔ ہر ایک مسلمان کی عورت عام اس سے کہ وہ کسی رتبہ یا درجہ کی ہو خاص اپنی ذات سے صاحبِ جائیداد ہوسکتی ہے۔ اور اُس جائیداد کا اہتمام صرف اور ہبہ کا اُسے کامل اور مطلق اختیار ہے۔ شرع نے اُسے یہانتک آزادی دے رکھی ہے کہ اُسکے صرف یا استعمال میں وہ شوہر یا دیگر کسی شخص کے مشورہ کی پابند نہیں برخلاف اسکے یورپین عورتیں بحرِ شادی معدوم محض ہوجاتی ہیں۔ اونکی ہستی شوہر کی ہستی میں مدغم ہوجاتی ہے۔ انہیں بعد شادی کے کسی ذاتی جائیداد پر بھی وہ اختیار حاصل نہیں رہتا جو شادی سے پہلے تھا۔ شارع اسلام نے بڑی معقولیت سے عورت کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک تو وہ حصہ ہے جو اسکے فرائض سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا وہ حصہ جو اسکے حقوق سے متعلق ہے۔ حصہ اول کی ذیل میں اُسکا جسم اور عصمت شامل ہے اُسکی ولایت اُسکے شوہر کے سپرد کیگئی ہے اور ایسا کرنیکی صریح دلیل موجود ہے کیونکہ معاہدہ نکاح کے رو سے وہ اپنا جسم اپنے شوہر کے لئے مخصوص کردیتی ہے پس عقلاً اوس سے بہتر اور کوئی شخص اُسکی عصمت کا محافظ اور خبر گیران نہیں ہوسکتا۔ حصہ دوم میں حقوق سے مراد اوسکے دیوانی حقوق ہیں جنمیں اوسکی جائیداد کا اہتمام۔ اندوختہ کا بندوبست یا دیگر ذاتی حقوق کی متعدد شاخیں ہیں۔ اسبارہ میں شرع نے اُسے وہی مطلق العنانی عطا کی ہے جو مردوں سے سر مو تفاوت نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ اوس سے بہتر کوئی دوسرا شخص (خواہ اوس سے کتنی ہی قرابت قریبہ کیوں نہ رکھتے) اُسکا خیر طلب ہوسکے۔

ہمارے ناظرین سے یہ امر پوشیدہ نہ ہوگا کہ علیا حضرت ملکہ معظمہ کے انتقال فرماتے ہی ہم نے اسی اخبار کے کالموں میں امپریس میموریل فنڈ کے نام سے ایک فنڈ کی تجویز پیش کی تھی جس کا مقصد ہم نے یہ قرار دیا تھا کہ زنانہ تعلیم کو ترقی ہو اور یہ خاصکر اسلئے بھی تھا کہ بوجہ مجنسی عورتونکا اس فنڈ سے مستفید ہونا زیادہ تر موزون ہے۔ ہم نے ایک دو پرچوں میں مسلسل طور پر اسبارہ میں تحریک بھی کی تھی اور یہ چاہا تھا کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہونا منظور فرمائیں وہ نواب محسن الملک بہادر سیکرٹری ایجوکیشنل کانفرنس کے پاس اپنا زرِ چندہ ارسال فرماویں یا منشی شمس الدین صاحب جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کیخدمت میں بھیجدیں۔ اس تحریک میں کامیابی بھی ایک حد تک ہوئی تھی اور بعض بزرگوار دونے اس تجویز کو مستحسن سمجھکر عملاً بھی اسپر عملدرآمد کیا تھا اور زرِ چندہ کی رقمیں منشی شمس الدین صاحب کیخدمت میں روانہ کی تھیں اور اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو نواب صاحب کیخدمت میں بھی بقدر وسعت بھیجی تھیں۔ اب اخبار تہذیب نسواں مطبوعہ ۹ فروری سنہ ۱۹۰۱ء میں جو ہمارے مکرم دوست میر ممتاز علیخان صاحب کی سرپرستی میں نکلتا ہے ایک آرٹیکل خاص میر صاحب کا لکھا ہوا ہماری نظر سے گذرا جسمیں صاحب ممدوح نے اسی تجویز کو کسیقدر وضاحت کے ساتھ ایک اور قالب میں ظاہر فرمایا ہے اور واقعی جو تجویز صاحب موصوف نے زنانہ مدرسہ کھولنے اور مستورات کی تعلیم کیلئے نئے نصاب کے ترتیب دینے کی ہے نہایت پسندیدہ ہے۔ اس سے انکار نہیں ہوسکتا جیسا کہ میر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اسوقت ہندوستان بھر میں کوئی ایسا زنانہ مدرسہ نہیں جو نظر بحالات ملک اور رسوم معاشرت کو ناقابل اعتراض ہونیکا مدعی ہوسکے۔ اور جو نصاب تعلیم ان مدرسوں میں جاری ہے وہ [illegible] ہونیکی نافہم عورتونکی اخلاق پر زہر ہلاہل اثر رکھتا ہے۔ ہم یہ سب سے جانتے تھے اور نہ فقط ہم بلکہ جن لوگونکی رائے اسبارہ میں بہت کچھ قابل وقعت ہے وہ عرصہ سے بآواز بلند اس امر کی شکایت کرتے ہیں کہ موجودہ تعلیم عورتونکے لئے مطلق مفید نہیں ہوئی۔ مرحوم و مغفور سر سید احمد جنھیں تعلیم سے عشق تھا وہ موجودہ طرز کی تعلیم نسواں کے سخت مخالف تھے اور اپنی متعدد سپیچوں اور آرٹیکلوں میں بارہا اس امر کی تکرار کرچکے ہیں کہ اس تعلیم سے نہ تعلیم دینا اونکا حقیں مفید ہے۔ لاہور کے ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں آنہوں نے صاف طور پر بیان فرمایا تھا کہ یہ تعلیم جو اسوقت مدارس میں عورتونکو دیجاتی ہے وہ کسیطرح نافع نہیں۔ البتہ اس طرز تعلیم کو آنہوں نے نہایت تفصیل سے بیانکیا تھا جو ابتدا میں مسٹر فارو دہلی کی بہو بیٹیونکو دیجاتی تھی۔ اور جسکا اب نام و نشان تک نہ رہا۔ ان عیوب کو رفع کرنیکے لئے پہلی ایجوکیشنل کانفرنس میں بھی جو لاہور میں منعقد ہوئی تھی عرصہ تک طویل بحث ہوتی رہی آخر کار بڑی قیل و قال کے بعد یہ قرار پایا تھا کہ موجودہ نصاب تعلیم میں کوئی نمایاں ترقی کیجائے۔ اور بعض ایسی کتابیں داخل نصاب کیجائیں جو اخلاق پر موثر ہوں اور اگر ضرورت ہو تو اور کتابیں بھی اسغرض کیلئے از سر نو تصنیف و تالیف کیجائیں اب ہم دیکھتے ہیں ہمارے مخدوم میر صاحب کو بھی اسکا خیال پیدا ہوا اور آنہوں نے اور آنکی محترم خاتون نے کشادہ دلی سے اسمیں چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور واقعہ میں جو صورت آنہوں نے اپنے ذہن میں مناسب سمجھی ہے یعنی ایک جامع زنانہ مدرسہ کا کھولنا جو ایسی عظیم الشان یادگار کی شان کے لائق ہو۔ اور ساتھ ہی کتب درسی میں ترمیم کرنا نہایت قدر اور تقلید کے لائق ہے۔ ہم اس تجویز کو ملک اور ابنار ملک کیلئے از بس ضروری اور بدرجہ غایت مفید سمجھتے ہیں۔ اور وعدہ کرتے ہیں کہ اپنی طرف سے بھی اسمیں شامل ہونیکو تیار ہیں اور بشرط ضرورت وقتاً فوقتاً اسکی تائید میں ناظرین کو بھی آمادہ کرتے رہینگے۔ اگر ہمیں خوف ہے تو فقط اسبات کا کہ یہ مبارک تجویز بھی دیگر نتیجہ خیز تجویز دنکیطرح ہماری غفلت کی طاق نسیاں پر نہ دھریجاوے۔ البتہ ایک حوصلہ بڑھانیوالی بات اسمیں یہ ضرور ہے کہ میر صاحب نے اس معاملہ کو فقط مسلمانوں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ فراخ حوصلگی سے ہندو بہنوں کو بھی دعوت دی ہے۔ شاید اس سہیل سے کوئی صورت بہم ہوجائے تو ہوجائے ورنہ فقط مسلمانوں سے اسر اہم معاملہ کا بلا شراکت غیرے صورت پذیر ہونا معلوم۔

آخر کار کریٹ کا وہی فیصلہ ہوا جسکی پیشین گوئی ہم نے کسی پرچہ میں کی تھی۔ ہم نے اُس پرچہ میں یہ بحث کی تھی کہ قانون بین الاقوام کی رو سے پرنس جارج کو جو سلطان کا ایک عہدہ دار ہے یہ منصب حاصل نہیں کہ اُس علاقہ کو جو سلطانی قلمرو میں ہے علیحدہ کراسکے۔ چنانچہ اس ہفتہ میں روٹر کی ایک تار سے ظاہر ہوتا ہے کہ دول عظام نے جنمیں ہماری گورنمنٹ بھی شامل ہے پرنس مذکور کی اس تجویز کو مسترد کردیا اور کریٹ بدستور قدیم سلطانی قلمرو میں شامل رہیگا اور پرنس جارج کی یہ خواہش کہ وہ یونان سے ملحق کیا جائے عمل پذیر نہ ہوئی۔ ممکن ہے کہ در پردہ کچھ ایسی امیدیں ہوں جنکی بہانے پرنس جارج کو یہ حوصلہ پیدا ہوا ہو کہ یک قلم اتنے بڑے انقلاب کی تحریک کرسکے لیکن بحسب ظاہر کوئی ایسی صورت نظر نہ آتی تھی کہ ایسی انوکھی تجویز میں کامیابی ہو۔ یہ مانا کہ:۔ "زبردست مارے اور رونے نہ دے" مگر اتمام حجت کیلئے آخر کسی نہ کسی وجہ کی ضرورت ہر حال میں درکار ہے اور یہاں کوئی ایسی بات نہیں۔ نہ کوئی قتل ہوا نہ غارت۔ نہ یورپ کے واقعہ تراش اور ہنگامہ طلب کارسپانڈنٹوں کو کوئی مضمون ہاتھ آیا۔ پھر یک بیک ایک علاقہ کا علاقہ ایک سلطنت سے چھین کر دوسری سلطنت کو حوالہ کردینا اس بیسویں صدی کی قانونی زمانہ میں مستبعد معلوم ہوتا تھا۔ بہرکیف اب اطمینان ہوگیا ہے اگرچہ یہ کہہ نہیں سکتے کہ بجا اطمینان کتنے عرصہ تک ہے۔

تخت نشینی کی سلف سے دو علامتیں چلی آئی ہیں خطبہ اور سکہ۔ اور ہر ایک نئے بادشاہ کو ساتھ یہ دونوں لفظ کچھ ایسے لازم و ملزوم ہوگئے ہیں کہ تاریخ کی ورق الٹ ڈالو جہاں کوئی نیا بادشاہ تخت پر بیٹھا سکہ اور خطبہ کا عملدرآمد جزو لاینفک سمجھا گیا ہمارے قیصر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا خطبہ تو اقطاع عالم میں اس وسعت سے پڑھا گیا کہ کیوں کر پڑھا گیا ہوگا اور حق یہ ہے کہ پڑھا ہی کسطرح جاتا کسی بادشاہ کو اتنی دور دست و وسیع ممالک پر فرمانروائی کہاں نصیب ہے۔ مگر سکہ ابھی تک جاری نہیں ہوا ہے اور جب تک یہ نہ ہو تاج شاہی کی تکمیل نہیں ہوئی۔ اور اسی لئے ہم نے اپنے پرچہ میں یہ بحث کی تھی کہ [illegible]

شمس العلماء مولوی حافظ احمد صاحب دہلوی کا لکچر

انھوں نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سولھویں (ج) سالانہ جلسہ میں پڑھا

آج میں اس مجمع میں اسلئے کھڑا ہوتا ہوں کہ دنیا اور دین کی باہمی تعلق میں جو عام غلطی مسلمانوں میں واقع ہو رہی ہے اور جسنے اولاً مسلمانوں کی دنیا کو اور ثانیاً مسلمانوں کے دین کو میری رائے میں بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے مسلمانوں کو اس سے آگاہ کروں۔ اور ثانی الذکر نقصانات کی تو کسی کو اختیار کی بات نہیں تاہم امکان بقدر وسعت مقل مسلمانوں کو آئندہ کے نقصانات سے محفوظ رہنے میں افہام و تفہیم سے مدد دوں اصل میں تو مقابلہ دنیا اور آخرت کا ہے اور اسکے شواہد قرآن پاک میں جابجا بکثرت موجود ہیں جیسے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ اور من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ فلیمد بسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ۔ اور چونکہ دنیا عبارت ہے اس جہان سے جسمیں آدمی مسافر یا مہمان اکثر اعمار امتی بین ستین و ستین کم کی تو کوئی خبر نہیں شاید ایک دن ایک ساعت ایک نفس۔ ہاں زیادہ سے زیادہ فی الغلب الاحوال ستر برس کسیکے آتا اور رہتا اور پھر مجلتے اور روانہ ہیئے کو زبردستی گردنی دیکر باہر کر دیا جاتا ہے کلا اذا بلغت التراقی وقیل من راق وظن انہ الفراق والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ نن المساق۔ غرض چونکہ دنیا عبارت ہے اس جہان سے اور آخرت سے مراد ہے وہ دوسرا جہان جو اس جہان کے بعد قیامت سے شروع ہو کر ابدالآباد تک چلا جائیگا فمنھم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر وشھیق خالدین فیھا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاءً غیر مجذوذ۔ تو دنیا اور آخرت کا مقابلہ ٹھیک بھی بیٹھتا ہے کہ دنیا متقدم ہے اور آخرت موخر۔ دنیا فانی ہے اور آخرۃ باقی۔ اور تقدم و تاخر اور فنا اور بقا کے علاوہ دنیا اور آخرت میں یہ مغایرت کی اور بھی چند در چند وجہ ہیں۔ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات پھر نہیں معلوم لوگوں نے کب سے اور کیونکر اور کیوں دنیا اور دین کو ایکدوسرے کا مقابل ٹھیرالیا۔ فارسی کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

دنیا خواہی و دیں ہمی طلبی — ایں نازبخانہ پدر یابد کرد

ہمارے یہاں کے فقیروں کی عام صدا ہے "دنیا میں بھلا اور دین میں بھی بھلا"۔ شاید دنیا اور دین کو قسیم یکدیگر قرار دینے کی یہ وجہ ہو کہ دین توسط و اعتدال کے ساتھ دنیا میں رہنے کی تعلیم فرماتا ہے تو اس اعتبار سے دین من وجہ دنیا کا مخالف ٹھیرا جیسے اوستاد بدشوق شاگرد کا طبیعت پر ہر بیمار کا بلکہ باپ بیٹے پر بھی گاہے گاہے کچھ نہ کچھ بیمار ہو ہی جاتا ہے لیکن کچھ بھی ہو دین اور دنیا کی مغایرت کا خیال مسلمانوں کی دنیا کی حقیر اوگھٹی کو ٹھیلتی کا بہانہ ہو گیا یعنی انسان بالطبع آرام طلب مخلوق ہے مسلمان بدبختی سے بدھنی موم کی ناک خیالی دین کو ہوا میں اڑا کر دنیا سے بے رخی کرنے نتیجہ یہ ہوا اور اسکے سوائے ہونا بھی کیا تھا کہ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے کنارے آلگے دین اپنی ذات سے تو کوئی مستقل وجود رکھتا نہ تھا کیونکہ دنیا کو قانون شریعت کے مطابق بنانے کا نام تھا دین۔ دنیا کی آڈ کے سوا دین کا گھن بھی پس گیا جامہ دین از کجا آرم کہ اسپہ تو برہنگی کرسوا اور کوئی رنگ چڑھ ہی نہیں سکتا۔ سر سے کپڑا ہی نہ ہو وہی مثل ہے کہ ننگی کیا نہائے اور کیا نچوڑے "اسپہ تو برہنگی کرسوا اور کوئی رنگ چڑھ ہی نہیں سکتا۔

تن عریان سے بہتر نہیں دنیا میں لباس — یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہیں سیدھا اُلٹا

سب جانتے ہیں کہ دین اسلام کے چار رکن ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ ان میں بھی اکثر اور عام مسلمانوں کے متعلق نماز روزہ دو ہیں اور رہیں۔ کیونکہ حج کی استطاعت نہیں الا ماشاء اللہ اور وہاں من استطاع الیہ سبیلا کی تعمیل ہوئی ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا اور استطاعت میں فقہا نے زاد اور امن طریق چیزیں بتائی ہیں۔ علی ہذا القیاس زکوۃ کے لئے نصاب کا ہونا ضرور ہے۔ اور ہر چند نصاب کا معیار بہت ہی کم رکھا گیا ہے مگر یہ بہت ہی کم بھی بہت ہی کم مسلمانوں کے پاس ہوتا ہے۔ رہی نماز سو اسکے لئے شرط ضروری ہے حضور قلب اور فکر معاش کے ساتھ حضور قلب معلوم ؎ تو کے بدولت ایشان رسی کہ نتوانی ؎ بجز دو رکعت وآں ہم بصد پریشانی۔ واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی ارکان دین میں سے حج گیا زکوۃ گئی نماز گئی لے دیکر باقی بچا روزہ۔ سو روزہ کیساتھ روزہ بھی ہے جیسا کہ اسد اللہ خان غالب فرما گئے ہیں قطعہ

افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو — اوس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے
جس پاس روزہ کھولکے کھانیکو کچھ نہو — روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے

دیکھا! دنیا ڈوبتی ہے تو دین کو ساتھ لیکر ڈوبتی ہے ؎ میں تو ڈوبا ہوں مگر تجھکو بھی لے ڈوبونگا

قوت و چابکی و خوشدلی و عیش و نشاط — ایک جانیسے جوانی کے گیا کیا کیا کچھ

اور یہ جو ترک دنیا ترک دنیا بہت سنا کرتے ہیں یہ بھی لوگوں کے منہ کی کہن ہے ذالک قولھم بافواھھم ضاہئون قولھم۔ تو ہمکو دنیا میں پیدا کیا انی جاعل فی الارض خلیفۃ ہم اس زندگی میں تو دنیا کو چھوڑ نہیں سکتے۔ دنیا کو چھوڑ کر جائیں کہاں؟ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان ہاں دنیا کو چھوڑنیکے بمعنے البتہ ہو سکتے ہیں اور واقع میں بھی یہی ہیں کہ خدا نے جو دنیا میں چند در چند اور گوناگوں نعمتیں ہم بندوں کے لئے پیدا کی ہیں ہم دیدہ و دانستہ انکی طلبگار نہ ہوں دیدہ و دانستہ انسے اپنے تئیں محروم رکھیں یعنی بعبارۃ دیگر اُن نعمتوں کو نعمت نہ جانیں انکی قدر نہ کریں۔ آدمی جلب منفعت پر مجبول ہے ان الانسان خلق ھلوعا اذا مسہ الشر جزوعا واذا مسہ الخیر منوعا ممکن نہیں کہ آدمی ایک نعمت کو نعمت سمجھے اسکو اپنے حق میں مفید جانے اور اسکا طالب نہ ہو۔ یا نہیں ہو سکتا کہ نشیب کی طرف نہ بہے۔ محال ہے کہ مادی چیز زمین پر نہ گرے۔ خلاف عقل ہے کہ آدمی اپنے فائدے کا خواہاں نہ ہو۔ تو دنیاوی نعمتوں کا طلبگار نہ ہونا اُن نعمتوں کو نعمت نہ جاننا اور انکی قدر نہ کرنا ہے اور یہی وہ رہبانیت ہے جسکی اسلامی شریعت میں منا ہے اور جسکی نسبت جناب پیغمبر خدا صلعم نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام رہبانیت کا ذکر ایک جگہ قرآن میں بھی ہے جہاں ننانوے سویں پارے کی آخری سورۃ سورۂ حدید میں فرماتے ہیں ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب فمنھم مھتد وکثیر منھم فاسقون۔ ثم قفینا علی آثارھم برسلنا وقفینا بعیسی ابن مریم وآتیناہ الانجیل وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ ورحمۃ ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا فآتینا الذین آمنوا منھم اجرھم وکثیر منھم فاسقون۔ اس آیت میں رہبانیت

لہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے ؎ جو شخص (حالت مایوسی میں خدا کی نسبت ایسا) گمان (بد) رکھتا ہو کہ خدا دنیا اور آخرت میں اسکی مدد کریگا نہیں تو اسکو چاہئے کہ اوپر کیطرف کو ایک رسی تانے (اور اپنے گلے میں پھانسی لگائے اور) پھر (زمین سے اپنا) قطع (تعلق) کرے (اور لٹک کر مرے) پھر دیکھ لے کہ آیا اسکی (اس تدبیر سے اوسکی) وہ شکایت جسکی وجہ سے ناخوش تھا رفع ہوتی ہے یا نہیں ؎ میری امت کے لوگوں کی عمریں اکثر ساٹھ ستر برس کے بیچ میں ہیں۔ ؎ سنو جی (جان بدن سے کچھ کرتلے کی) ہنسلی تک آپہنچی اور (مرنیوالیکے بیمار دار) چلا اٹھیں گے کہ (اے کوئی جہاڑ ٹیوالا ہے) (تو اسکو آکر جہاڑے) اور اس (بیمار) کو یقین ہو جائیگا کہ (اب) یہ (دنیا سے) مفارقت کا وقت) ہے اور (جان کنی کی تکلیف سے ایک پاؤں کی) پنڈلی (دوسرے پاؤں کی) پنڈلی سے لپٹ (لپٹ) جائیگی (اے شخص جب یہ حالتیں پیش آئینگی) اوسدن (تجھکو) اپنے پروردگار کیطرف چلنا ہوگا ؎ (اسوقت لوگ دو قسم کے ہونگے) بعض بدبخت اور بعض نیک بخت تو جو بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ہونگے (اور) وہاں انکا چلانا اور دہاڑنا (لگا ہوگا) (اور) جبتک آسمان اور زمین (قائم) ہیں ہمیشہ (ہمیشہ) اسی میں رہینگے مگر (اے پیغمبر) جسکو تمہارا پروردگار (نجات دینا چاہے) بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ اور جو لوگ نیکبخت ہیں تو (وہ) بہشت میں ہونگے (اور جبتک آسمان و زمین (قائم) ہیں برابر اسی میں رہینگے مگر جسکو خدا چاہے (سزا دیکر پیشتر جنت میں داخل کرے۔ یہ جتانا خدا کی) دین ہے جسکا کبھی خاتمہ ہی نہیں ؎ بلکہ (یہ زمین بدلکر دوسری طرح کی زمین کر دیجائیگی اور (علی ہذا القیاس) آسمان ؎ اور نہ زولت اور محتاجی لیس رہیگی۔

؎ اور لوگوں پر فرض ہے کہ خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جس کو وہاں تک پہنچنے کا مقدور ہو۔ ؎ اور (یہ لوگ) جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں ؎ میں زمین میں (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہوں ؎ اے گروہ جن و انسان اگر تم سے ہو سکے کہ آسمان و زمین کے کناروں سے (ہو کر کہیں کو) نکل بھاگو تو نکل دیکھو مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو اور وہ تم میں نہ ہے نہ ہو) ؎ اور جس چیز کو (اونکا) جی چاہے اور (جو انکی) نظر میں بھلی معلوم ہو بہشت میں (اونکے لئے موجود ہوگی ؎ بے شک آدمی بڑا ہی تھڑدلا پیدا کیا گیا ہے کہ جب اوسکو (کسیطرح کا) نقصان پہنچتا ہے تو گھبرا اُٹھتا ہے اور جب اوسکو (کسیطرح کا) فائدہ پہنچتا ہے تو بخل کرنے لگتا ہے ؎ اسلام میں رہبانیت نہیں ؎ اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اور انکی نسلوں میں پیغمبری اور کتاب (یعنے وحی آسمانی) کو (جاری) رکھا (باینہمہ بعض) تو انمیں سے راہ پر ہیں اور بہتیرے انمیں سے نافرمان ہیں پھر (اونکے) پیچھے اونہی کے قدم بقدم ہم نے اپنے (اور) رسول بھیجے اور (اونکے) پیچھے مریم کے بیٹے عیسے کو بھیجا اور انکو انجیل عنایت فرمائی اور جو لوگ انکے پیرو ہوئے اونکے دلوں میں ترس اور رحم ڈالدیا اور (ان لوگوں میں ایک طریقہ) نزک دنیا (کا بھی ہے) جسکو اونہوں نے از خود ایجاد کیا تھا ہم نے وہ (طریق) اونپر فرض نہیں کیا تھا مگر (ہاں اونہوں نے اوسکو) خدا (ہی) کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے (ایجاد کیا تھا) لیکن جیسا اوسکو نباہنا چاہئے تھا نہ نباہ سکے تو جو لوگ انمیں سے ایمان لائے اونکو ہم نے اونکا اجر عنایت فرمائے اور انمیں سے بہتیرے تو نافرمان ہیں۔

کے حقیں خداوند تعالیٰ نے ماکتبناھا علیھم بھی فرمایا ہے کہ نصاریٰ جنھوں نے رہبانیۃ اختیار کی ہم نے انکو رہبانیۃ کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اُنھوں نے از خود اسکو بدعۃً ایجاد کرلیا تھا مگر اسکو نباہ نہ سکے۔ یہاں سے دو باتیں نکلیں اول یہ کہ خداوند نے رہبانیۃ کی تکلیف بالایطاق دینی نہیں چاہتا کہ یہ صریح ظلم ہے دربیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش۔ اور خدا ظلم سے بری ہے ما انا بظلام للعبید۔ دوسری یہ کہ انسان ضعیف البنیان وخلق الانسان ضعیفاً رہبانیۃ کو نباہ نہیں سکتا۔ ایک جوگی جو ہاتھ کو سکھا کر اس ایک نعمت سے فایدہ نہیں اُٹھانا چاہتا بیش بریں نیست کہ وہ گُرگ کھاؤں گلگلوں سے پرہیز کا مصداق بنتا ہے اسکو چاہئے کہ آنکھوں سے اندھا کانوں سے بہرا زبان سے گونگا ٹانگوں سے لنجا بھی بنے یعنی خودکشی کرے اور اگر وہ ایسا کرسکے اور کرے تو ہمکو اسکی حال سے کچھ تعرض نہیں بعینہٖ یہی حال مسلمانوں کا انگریزی عملداری میں ہے جس کیوجہ سے انگریزوں کا نام سنکر نفرت ہے اور اُسکا تعصب اُسکو انکی عملداری کی برکتوں سے مستفید ہونیکی اجازت نہیں دیتا تو بیچاری ایک انگریزی تعلیم سے کیا ضد ہے اسکو چاہئے کہ ریل پر سفر نہ کرے انکی بنائی ہوئی سڑکوں پر نہ چلے انکی پوسٹ آفس کی ڈاک پر خط وپارسل نہ بھیجے منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ کا لین دین نہ کرے تار سے کام نہ لے بیمار پڑے تو ڈاکٹروں پاس نہ جائے انگریزی دوا نہ کھائے کیونکر اچھی چاقو سوئی چھک دیوا سلائی جس چیز کو انگریز چھو گیا ہو اسکو ہاتھ نہ لگائے کوئی انسپکٹر یا حکام زور ظلم کرے تو انگریزی عدالت سے مدد نہ چاہے یعنی وہی جوگی کیطرح خودکشی کرے یا انکی ملک میں نہ رہے "خس کم جہاں پاک" اور یہ نہیں کرسکتا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا تو اسی کو ہم گرگ کھاؤں اور گلگلوں سے پرہیز کہتے ہیں ۱۸۵۷ء کے غدر میں حسن اتفاق سے میں دہلی میں تھا یہ اسکو حسن اتفاق اس اعتبار سے کہا کہ ایسی مصیبت کے دنوں میں جبکہ زمین و آسمان اور در و دیوار تک اور پیغمبر کی جان کے دشمن تھے اور باغیان نابکار و سفلگان ستمگار بیگناہ یورپین عورتوں اور معصوم بچوں کی بیکسی پر بھی رحم نہیں کرتے تھے ایسے نازک وقت میں مجھکو اپنے خاندان کی ذکور و اناث کی شرکت سے مسٹر لیسن کی جان بچانے اور عین معرکۂ حرب میں انکو صحیح سلامت برٹش کیمپ میں پہنچا دینے کا موقع ملا تھا۔ میں اسکو مذہباً افضلترین عبادات سمجھتا ہوں اور اب بھی جب کبھی مجھکو وہ وقت یاد آجاتا ہے میرا قلب اسکے تصور سے بڑی ہی راحت اور تسکین پہنچتی ہے اور اسی لئے میں نے اُس واقعہ کو حسن اتفاق سے تعبیر کیا اور سوء اتفاق اُن تکلیفوں کے لحاظ سے کہا جو بیچوری ہم سب کو جھیلنی پڑی تھیں کہ چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بلا ایک سکنڈ ٹکٹکی بھی ابرو اور مال اور جان کوئی چیز محفوظ نہ تھی۔ جہاں ہماری پنجابی کٹرے کی سجدیں بھری پڑی تھے اور مسٹر لیسن ہمارے گھر میں۔ ہر وقت کھٹکا لگا تھا کہ ذرا بھی بوبھوٹی اور ع چوکفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ سولینوں کو گھر میں کام ہونا معلوم ہوا تو جنرل بخت خان باغی توپ لاکر محل کو اڑا دیگا اور خدا جانے کیسی کیسی بیحرمتی کریگا۔ اسپر انگریزی گولوں کا ڈر کہ یہ قہر آلہی مکان پر گرے تو ایٹ کی اینٹ بجا دے۔ بہرکیف ۱۸۵۷ء کے غدر میں حسن اتفاق سے یا سوء اتفاق سے میں دہلی میں تھا۔ بوئیروں کی لڑائی تو خواب و خیال میں بھی نہیں گزری تھی۔ غدر کے تیسرے چوتھے ہی مہینے لڑائی سر دم ناک میں آگیا اور جی اُکتا اُٹھا تو میں دل ہی دل میں انگریزوں کو ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ناحق اسقدر تکلیف اُٹھا رہے ہیں۔ بھلا سو ہوں تو جہازوں میں بیٹھ تھوڑے دنوں کیلئے سمندر میں ہوا میں انکے پیچھے اول تو آ ہی نہیں سکتی آئیں کٹ مرینگی پھر جو بچیں گے انکو انگریزوں کو وقت کی مامانچتیاں یاد آئینگی کہ نہ آرام و آسائش کا ساز و سامان ہوگا نہ من چین سے بیٹھنے پائیں گے آخر کو ہار جھک مار کر کشتی کسی طرح ڈوبتا اُچھلتا انگریزوں تک پہنچیں گے اور انکے پیروں میں جا کر سر دینگے۔ کہ آپکے بدون ہم تو مرنے سے بدتر ہو گئے آپ کسی کی منت سے پائی خدا کے لئے پھر لوٹ چلئے۔ اور ہمکو اپنی غلامی میں رہنے دیجئے ۱۸۵۷ء کے غدر کا حال تو ایک جملہ معترضہ تھا کہ مناسبت کی وجہ سے بیان کرنا پڑا۔ اب آؤ پھر اصل مطلب کیطرف رجوع کریں۔ کہنا یہ ہے کہ جب خدا نے ہمکو دنیا میں پیدا کیا ہے۔ تو دنیا ہم سے چھوٹ نہیں سکتی اور جسکا نام لوگوں نے ترکِ دنیا رکھ چھوڑا ہے ترکِ دنیا نہیں ہے بلکہ ترکِ تلذذ ہے۔ وہ بھی ادھورا ایسا کہ بعض لذتیں شرط زندگی ہیں انکو چھوڑ دے وہ جو زندگی سے دست بردار ہو۔ مثلاً خدا کی بیشمار نعمتوں سے ایک نعمت تنفس ہے کہ "چیں فرو بر و دمہ حیات است چو برمی آید مفرح ذات پس در پر نفس و نعمت موجود است" پس کوئی کیسا ہی راہب کیسا ہی زاہد کیسا ہی تارک الدنیا ہو سانس لئے بدون زندہ رہ نہیں سکتا۔ غرض آدمی کسی حال اور کسی شان میں ہو جبتک دنیا میں ہے دنیا دار ہے۔ پیٹ بھرا ہے تو دنیا دار ہے بھوکا ہے تو دنیا دار ہے امیر ہے تو دنیا دار ہے غریب فقیر ہے تو دنیا دار ہے ننگا ہے تو دنیا دار ہے۔ دین ہے تو دنیا دار ہے بیدین ہے تو دنیا دار ہے کیونکہ بیدین اچھے عمل نیک بھی کرتا ہے اسکو دنیا ہی کے اعمال نامہ میں لکھے جاتے ہیں۔ شیخ ابراہیم ذوق نے ایک قطعہ میں ترکِ دنیا کے متعلق ہمارے ان خیالات کو نہایت عمدہ طور سے ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

کل ایک تارکِ دنیا سے مینے پوچھا ذوق — کہ تو اُچکھ کے اِدھر سے ہوا اُدھر پیوست
گزرتی ہوگی بآرام زندگی تیری — کہ تجھکو اب نہ غمِ میت ہے نہ شادیٔ ہست

---

۱ ہم تو بندے پیغمبر تک پر بھی ظلم نہیں کرتے ۲ انسان کمزور پیدا کیا گیا ۳ پس اگر (اتنی بات بھی) نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے۔

جس نے قرآن پاک کو سمجھکر پڑھا ہے۔ اگرچہ افسوس ہے کہ ایسے سمجھدار مسلمان کم ہیں۔ اکثر کو لیاقت نہیں بعض کو فرصت نہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ توجہ نہیں اور میں تو برابر اسی بات پر زور دیتا رہا ہوں اور ساری عمر کے غور اور خوض کے بعد یہ میرا راسخ اور مستحکم عقیدہ ہے کہ قرآن ہی نے مسلمانوں کو ایک زبردست قوم بنایا تھا کہ تمام اقوام سرزمین میں کوئی قوم حکومت اور تمول اور شائستگی میں اُنسے لگا نہیں کھاتی تھی اور قرآن ہی کیطرف سے غفلت اور بے پروائی نے اب انکو یہ روز بد دکھایا ہے کہ اگر خدانخواستہ اسی نسبت سے تنزل کرتے چلے گئے تو کوئی دن کو لم یکن شیئاً مذکورا ہو جائینگے۔ بہرکیف جس نے قرآن کو سمجھ کر پڑھا ہے اوس نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ قرآن میں دنیا کی مدح اور مذمت دونوں طرح کی آئتیں ہیں۔ مدح کی زیادہ اور مذمت کی کم۔ دنیا کی مدح ان پیرایوں میں کیگئی ہے کہ خدا اپنے بندوں پر منت رکھتا ہے کہ ہم نے تمکو دیکھا سنتا سمجھتا بوجھتا بزخ و راحت کا احساس کرتا ہوا مخلوق بنایا ۲ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلاً ما تشکرون پھر ہم بندوں پر احسان جتایا جاتا ہے کہ ہم نے دنیا اور ما فیھا کو تمہارے لئے بنایا خلق لکم ما فی الارض جمیعاً جسکو میری طرح دری سی بھی عربی آتی ہے وہ کم سے کم اتنا تو جانتا ہوگا کہ لام فایدہ کیلئے آتا ہے اور علیٰ ضرر کیلئے تو خلق لکم کے معنی ہوئے خلق لاستمتاعکم یعنی جو کچھ زمین میں ہے تمہارے فایدے کے لئے پیدا کیا۔ پھر خلق لکم کے معنوں کو اور زیادہ صاف کردیا اور فرمایا ۳ ھو الذی انزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانھار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل والنھار وآتاکم من کل ما سألتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار اس آیت میں سب چیزیں بعض حامل احسان جتا کر آخر میں فرمایا کہ جو کچھ تمکو درکار تھا اسمیں سے بقدر ضرورت سب کچھ تمکو عنایت فرمایا۔ میں نے اپنے قرآن کے ترجمہ کے ساتھ مضامین اور مطالب کے لحاظ سے ایک فہرست بنائی ہے اور وہ بڑی تقطیع کے قرآن کے ساتھ چھپی بھی ہے اسمیں ایک باب خدا کے احسانات کا بھی ہے جو اوس نے بندوں پر کئے ہیں۔ اب میں اس لکچر کی تقریب سے اوس فہرست کیطرف رجوع کیا کہ احسان کی آئتیں اسمیں سے نقل کرلونگا مگر دیکھا تو اس ایک باب کی آیتوں کا مجموعہ بجائے خود ایک کتابچہ ہے یہ نہیں تو رسالہ ضرور ہے اگر سب کو نقل کرکے لاتا اور پڑھکر سناتا تو سامعین جو لکچروں میں ہنسی مذاق اور چیرز اور تالیوں کے خوگر ہو رہے ہیں ضرور ملول ہوتے اور مجھکو گناہگار ہونا پڑتا۔ تاہم آخر تو لکچر نے وعظ کا رنگ پکڑا ہی اپنا مطلب اچھی طرح ذہن نشین کرنیکے لئے نمونے کے طور پر صرف ایک سورۃ نحل کی زیادہ نہیں تین آئتیں پڑھکر سناتا ہوں۔ ۱ والذی انزل من السماء ماءً لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ تسیمون۔ ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب

---

۱ کہ وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا ۲ اور تمہارے لئے (سننے کو) کان اور (دیکھنے کو) آنکھیں اور (سمجھنے کو) دل بنائے لیکن تم لوگ بہت ہی کم اُسکا شکر کرتے ہو ۳ وہی (ایسا قادر مطلق) ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر پانی کے ذریعہ سے (درختوں کے) پھل نکالکر وہ تم لوگوں کی روزی ہے اور کشتیوں کو تمہارے اختیار میں کردیا تاکہ اُسکے حکم سے دریا میں چلیں اور (نیز) ندیوں کو تمہارے اختیار میں کردیا اور (اسیطرح ایک اعتبار سے) سورج اور چاند کو تمہارے اختیار میں کردیا کہ دونوں پڑے چکر کھا رہے ہیں اور (ایسا ہی ایکطرح سے) رات اور دن کو تمہارے اختیار میں کردیا اور جو کچھ تمکو درکار تھا بقدر مناسب تمکو دیا اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انکو پورا پورا گن نہ سکو کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا ہی بے انصاف (اور) بڑا ہی ناشکرا ہے ۴ وہی (قادر مطلق ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسمیں سے کچھ تمہارے پینے کا ہے اور (کچھ ایسا ہے کہ) اُس سے درخت (پرورش پاتے) ہیں جنمیں تم (اپنے مویشیوں کو) چراتے ہو اُسی پانی سے خدا تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور

ومن کل الثمرات۔ ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یتفکرون۔ وسخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذالک لاٰیٰت لقوم یعقلون۔ وما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانہ ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یذکرون۔ وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانھارا وسبلا لعلکم تھتدون۔ وعلمٰت وبالنجم ھم یھتدون۔ افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان اللہ لغفور رحیم۔ ۲ نحل۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین۔ ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یعقلون واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون۔ ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا۔ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس۔ ۲ نحل۔ واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ ورزقکم من الطیبٰت۔ ان آیتوں کا بلکہ اس باب کی اور اسطرح کی کل آیتوں کا حاصل مدعا یہ ہے کہ خدا بندوں پر اپنی سازوسامان دنیا کی منت رکھتا ہے کہ ہم نے بندوں کو یہ کچھ دیا اور بندوں کی یہ کچھ کیا اور چونکہ منت نعمت کی رکھی جاتی ہے نقمت کی تو یہ ایک پیرایہ دنیا کی مدح کا ہوا۔ قرآن میں دنیا کی مدح کا دوسرا پیرایہ عذاب دنیا کی دھمکی ہے کہ ہمنے فلاں امتوں کو دنیا میں اسطرح پر عذاب دیا۔ مثلاً والی مدین اخاھم شعیبا فقال یا قوم اعبدوا اللہ وارجوا الیوم الاخر ولا تعثوا فی الارض مفسدین فکذبوہ فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جاثمین۔ وعاد وثمود وقد تبین لکم من مسٰکنھم وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل وکانوا مستبصرین۔ وقارون وفرعون وھامٰن ولقد جاءھم موسٰی بالبینات فاستکبروا فی الارض وما کانوا سابقین۔ فکلا اخذنا بذنبہ فمنھم من ارسلنا علیہ حاصبا ومنھم من اخذتہ الصیحۃ ومنھم من خسفنا بہ الارض ومنھم من اغرقنا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ یا جیسا یہود کا حال ہوا۔ واذ قال موسی لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتاکم ما لم یؤت احدا من العلمین۔ یا تو دنیاوی نعمتوں کی یہ بہار تھی۔ یا نافرمانیوں کی وجہ سے ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ کی زد میں آگئے۔ ان آیتوں سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ دنیاوی نعمتوں کو سلب کیلئے جانیکا نام ہر عذاب۔ خدا ہم سب کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے بھیجے ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ اس سے بھی دنیا کی مذمت نکلی۔ ایک پیرایہ دنیا کی مدح کا یہ ہے کہ خدا نے ساز وسامان دنیا کو زینت اور طیبات فرمایا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ایک اور پیرایہ یہ ہے کہ دنیا کی مال کو لفظ خیر سے تعبیر فرمایا۔ ان ترک خیرا الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین۔ غرض قرآن پاک میں جا بجا اور طرح طرح سے دنیا اور ساز وسامان دنیا کی مدح ہے اور کیونکر نہ ہو خدا نے دنیا کو عبث اور لاطائل اور بے معرف تو پیدا نہیں کیا یہ عمارت اس نے بیکار نہیں بنائی یہ باغ اور نے ناحق نہیں لگایا۔ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ اور لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین۔ دنیا کو برا کہنا برا سمجھنا گویا نعوذ باللہ۔ خدا کو کام بے غرض کرنا ہے مگر یہ سمجھنا قرآن ہی میں دنیا کی توہین اور مذمت بھی ہے جیسے انما مثل الحیوٰۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتٰھا امرنا لیلا او نھارا فجعلنٰھا حصیدا کان لم تغن بالامس۔ اور اعلموا انما الحیوٰۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاٰخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور لیکن اگر یہ مذمت ہے تو اسیطرح کی مذمت ہے جیسے سمندر کی حقیقت کسیکے کیا کہا ہے اور کسیکے کیا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ بدریا در منافع بیشمار است اگر خواہی سلامت بر کنار است سو جسطرح سفر بحر سے چارہ نہیں اور اسکو کوئی انگریز دوا سے پوچھے اور باوجود خطر سلامت منافع بیشمار کی لالچ سے ناگزیر سمندر میں جانا ہی پڑتا ہے یہی حال دنیا کا ہے کہ متمتعات گوناگون کی طمع سے باوجود خطر عاقبت

وہی ہے جو زمین کو تمہارے لئے پست کر دیا (تاکہ تم اسپر چلو پھرو) تو تم اسکے راستوں میں چلو پھرو اور خدا کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور (تم کو دوبارہ) اسی کے پاس جانا ہے۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ جو (خدا) آسمان میں ہے وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور یکایک زمین (تم کو لیکر) حرکت کرنے لگے۔ یا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ جو (خدا) آسمان میں ہے وہ تم پر پتھراؤ بھیجے پھر تم کو معلوم ہو جائے کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے۔ اور بیشک جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا تو (دیکھ لو) کہ میرا عذاب کیسا (ہولناک) ہوا۔ کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر پر پھیلائے اور سمیٹتے ہوئے نہیں دیکھا۔ خدا کے سوا (ان کو) کوئی نہیں روکتا۔ بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ کیا تمہارا کوئی لشکر ہے جو خدا کے سوا تمہاری مدد کرے۔ کافر تو دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیا وہ کوئی ایسا شخص ہے جو اگر خدا اپنی روزی بند کر دے تو تمہیں روزی دے۔ (نہیں) بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں (پڑے) ہوئے ہیں۔ بھلا جو شخص اوندھا (یعنی منہ کے بل) گرتا ہوا چلے وہ زیادہ راہ پر ہوگا یا وہ جو سیدھا (یعنی کمر کے بل) چلتا ہوا سیدھے راستے پر ہو۔ کہدو کہ وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ کہدو کہ وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور اسی کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ کہدو کہ اسکا علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو صرف کھول کر ڈر سنانے والا ہوں۔ پھر جب وہ وعدہ نزدیک آ جائیگا تو کافروں کے منہ بگڑ جائینگے اور کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جسکے تم طلبگار تھے۔ کہدو کہ بھلا دیکھو تو اگر خدا مجھکو اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دیگا۔ کہدو کہ وہ خدا رحمان ہے ہم اسپر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسا ہے۔ سو تم عنقریب جان لوگے کہ کون صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے۔ کہدو کہ بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی (جو پیتے ہو) زمین کے اندر (کہیں) غائب ہو جائے تو (اسکے سوا) کون ہے جو تمہارے لئے شیریں پانی کا چشمہ بہا لائے۔ (نہیں) بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں (پڑے) ہوئے ہیں۔ بھلا جو شخص اوندھا (یعنی منہ کے بل) گرتا ہوا چلے وہ زیادہ راہ پر ہوگا یا وہ جو سیدھا (یعنی کمر کے بل) چلتا ہوا سیدھے راستے پر ہو۔ کہدو کہ وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ کہدو کہ وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور اسی کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ کہدو کہ اسکا علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو صرف کھول کر ڈر سنانے والا ہوں۔ پھر جب وہ وعدہ نزدیک آ جائیگا تو کافروں کے منہ بگڑ جائینگے اور کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جسکے تم طلبگار تھے۔ کہدو کہ بھلا دیکھو تو اگر خدا مجھکو اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دیگا۔ کہدو کہ وہ خدا رحمان ہے ہم اسپر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسا ہے۔ سو تم عنقریب جان لوگے کہ کون صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے۔ کہدو کہ بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی (جو پیتے ہو) زمین کے اندر (کہیں) غائب ہو جائے تو (اسکے سوا) کون ہے جو تمہارے لئے شیریں پانی کا چشمہ بہا لائے۔

اور ہر طرح کی پھل پیدا کرتا ہے جو لوگ سوچ سمجھ کو کام میں لاتے ہیں) اور تمکو لئے اسمیں (قدرت خدا کی) ایک (بڑی) نشانی ہے اور اسنے رات اور دن اور سورج اور چاند کو (ایک قانون سے) تمہارا تابع کر رکھا ہے اور (اسیطرح) ستارے بھی) اسی کے حکم سے (تمہارے) تابع فرمان ہیں۔ جو لوگ عقل رکھتے ہیں انکو لئے ان چیزوں میں (قدرت خدا کی بہتیری) نشانیاں ہیں اور (بہت سی چیزیں جو تمہارے (فائدے کے) لئے روئے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں۔ (اور) انکی مختلف رنگتیں ہیں انمیں بھی) اون لوگوں کے لئے جو غور و فکر کو کام میں لاتے ہیں (قدرت خدا کی بڑی) نشانی ہے (وہی تو ہے) اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے (ایک عنایت سے) دریا کو (تمہارا) مطیع کر دیا ہے تاکہ اسمیں سے تم (مچھلیاں نکال کر) اسکا تازہ گوشت کھاؤ اور (نیز) اسمیں سے زیور (کی چیزیں یعنے جواہرات) نکالو جنکو تم لوگ پہنتے ہو اور (ای مخاطب) تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ (پانی کو پھاڑتی ہوئی دریا میں چلی جا رہی ہیں اور (دریا کو اسلئے بھی تمہارا مطیع کیا ہے) تاکہ تم لوگ خدا کا فضل (یعنے تجارت کے فائدے) تلاش کرو اور تاکہ (آخر کار ان سب منفعتوں پر نظر کر کے خدا کا) شکر کرو اور (اسی نے بھاری بوجھل) پہاڑ زمین میں گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں لیکر کسی اور طرف کو) نہ جھکنے پائے (اور اسی نے) ندیاں اور رستے (بنائے) تاکہ تم (اپنی) منزل مقصود کو پہنچو اور (مسافروں کے لئے اور بھی بہتیری) نشانیاں (قرار دیں کہ انکو ذریعہ سے رستے کی شناخت کریں) اور لوگ ستاروں سے بھی راہ معلوم کرتے ہیں تو کیا جو خدا (اتنی مخلوقات) پیدا کرے وہ اس (جتنوں کی برابر ہو گیا جو کچھ بھی) نہیں پیدا کر سکتے پھر کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے) اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو (اتنی بہت ہیں کہ تم لوگ) انکو پورا پورا نہ گن سکو بیشک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے (کہ تمہاری ناشکری پر بھی سزا نہیں دیتا اور اپنی نعمتیں موقوف نہیں کرتا) اور (لوگو) تمہارے لئے چارپایوں میں بھی سوچنے کی جگہ ہے کہ انکے پیٹ میں جو (الا بلا بھری) ہے اور اسمیں سے (یعنے) گوبر اور خون میں سے ہم تمکو خالص دودھ پلاتے ہیں جسکو پینے والوں کو آسانی ہو (غٹ غٹ) پی جاتے ہیں اور (اسیطرح) کھجور اور انگور کے پھلوں سے (ہم تمکو نشہ آور چیز بنانے کی اجازت دیتے ہیں کہ تم انکی شراب بنا لو اور یوں بھی انکو عمدہ روزی (سمجھکر دوسری دوسری طرح پر کام میں لاتے ہو) جو لوگ عقل رکھتے ہیں انکے لئے ان چیزوں میں (قدرت خدا کی ایک بڑی) نشانی ہے اور (ای پیغمبر) تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور لوگ جو اونچی اونچی ٹٹیاں بنا لیتے ہیں اونمیں چھتے بنا پھر ہر طرح کے پھلوں میں سے (اوندکا عرق) چوستی پھر (مزے سے) اپنے پروردگار کے طریقوں پر چلی جا کہ انکے پیٹ سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے (یعنے شہد) جسکی رنگتیں کئی طرح کی ہوتی ہیں (اور اسمیں لوگوں (کی بہت سی بیماریوں) کی شفا ہے اور تم ہی میں سے خدا نے تمہارے لئے (تمہاری) بی بیوں کو پیدا کیا اور (اسیطرح) تمہاری بیبیوں سے تمہارے لئے (تمہارے) بیٹوں اور پوتوں کو پیدا کیا اور تمکو اچھی (اچھی) چیزیں کھانے کو دیں (پھر کیا) یہ لوگ باطل (چیزوں) پر ایمان لائیں اور خدا کی نعمتوں سے انکار کریں اور (ہم نے) مدین کے رہنے والوں کی طرف انکے بھائی شعیب کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) تو انہوں نے (ان سے کہا) کہا کہ بھائیو خدا کی عبادت کرو اور روز آخرت کا خطرہ (ملحوظ) رکھو اور ملک میں فساد پھیلاتے نہ پھرو تو انہوں نے شعیب کو جھٹلایا پس بھونچال نے انکو آلیا اور اپنے گھروں میں (بیٹھے کے بیٹھے) رہ گئے اور (ہم نے) عاد اور (ہم نے) قوم ثمود کو بھی ہلاک کیا) اور (اے اہل مکہ) مکانات (جو اب تک) تمکو انکے (اجڑے ہوئے) گھر (بھی) دکھائی دیتے ہیں اور شیطان نے انہیں انکے عملوں کو اچھا کر دکھایا تھا اور اسی

تو ہم نے سب کو انکے گناہ (کی سزا) میں دھر پکڑا (چنانچہ انمیں سے بعض تو وہ تھے جنپر ہم نے پتھراؤ برسایا (جیسے قوم عاد) اور بعض انمیں سے وہ تھے جنکو بڑے زور کی آواز نے آدبایا (جیسے ثمود) اور انمیں سے بعض وہ تھے جنکو ہم نے زمین میں دھسا دیا (جیسے قارون) اور بعض انمیں سے وہ تھے جنکو ڈبو دیا (جیسے فرعون اور ہامان) اور خدا تو انپر کچھ ظلم کرنے لگا تھا مگر (یہی لوگ خدا کی نافرمانی کر کے) آپ اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔ اور (اے پیغمبر بنی اسرائیل کو ایک واقعہ بھی یاد دلاؤ کہ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو اللہ نے جو تمپر احسان کئے ہیں انکو یاد کرو کہ اوس نے تم (ہی) میں (بہتیرے) پیغمبر بنائے اور تمکو بادشاہ (بھی) بنایا اور تمکو وہ وہ نعمتیں دیں جو دنیا جہان کے لوگوں میں سے کسیکو نہیں دیں اور (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اللہ نے جو زینت (کے ساز وسامان) اور کھانے (پینے) کی ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں انکو کس نے حرام کیا ہے (اغرض ہمکو ان گھوڑوں کی قسم کہ) بیشک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور وہ اس (بات) کو (خود بھی) خوب جانتا ہے اور وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے (مسلمانو!) تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آموجود ہو (اور) وہ کچھ مال چھوڑنے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق وصیت کر مرے) جو (خدا سے) ڈرتے ہیں انپر (اونکی پرہیزگاری کا یہ) حق ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو اس (کارخانہ عالم) کو بیفائدہ (تو) نہیں بنایا اگر ہم کو کھیل بنانا منظور ہوتا تو ہم اپنی تجویز سے (کھیل کیطرح کا کوئی) کھیل بناتے (لیکن) ہمکو ایسا کرنا منظور ہی نہ تھا۔ دنیا کی زندگی کی مثال تو بس پانی کی سی ہے کہ ہم نے اسکو آسمان سے برسایا پھر زمین کی روئیدگی جسکو آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں پانی کے ساتھ ملگئی (اسیطرح کہ پانی کو جذب کر لیا اور وہ پھلی پھولی) یہانتک کہ جب زمین نے (فصل سے) اپنا سنگھار کیا اور خوشنما ہوئی اور کھیت والوں نے سمجھا کہ (بس) وہ اسپر قابو پا گئے (جب جاہیں گے کاٹ لیں گے ناگاہ) رات کو وقت یا دن کو وقت ہمارا حکم (عذاب) اوسپر آنازل ہوا پھر ہم نے اوسکا ایسا ستھراؤ کر دیا کہ گویا کل (کھیت میں) اوسکا نام ونشان ہی نہ تھا۔ (لوگو!) جان رہو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا اور ظاہری طمطراق اور آپسمیں ایکدوسرے پر فخر کرنا اور ایکدوسرے سے بڑھکر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا (بس یہی کچھ) ہے (دنیا کی زندگی کی مثال مینہہ کی سی ہے کہ (زمین پر برستا ہے اور اس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہے) کاشتکار کھیتی کو دیکھکر خوشیاں کرنے لگتے ہیں پھر (پک کر) خشک ہو جاتی ہے تو (ای مخاطب) اسکو

دنیا کو چھوڑا نہیں جاتا بلکہ لاکھوں بندگانِ خدا میں جنھوں نے فی اعمارِ ہم سمندر کی شکل تک نہیں دیکھی مگر کوئی ایسا بندۂ بشر بھی ہے جو دنیا میں ہو اور دنیا میں نہ بھی ہو۔ دنیا میں تو وہ ہی نہیں ہوگا جس نے اس سرائے میں قدم نہیں رکھا یعنی پیدا ہی نہیں ہوا۔ یا دم لیکر چلتا بنا یعنے مرگیا۔ غرض سمندر میں جانا اکثر صورتوں میں اختیاری ہے اور دنیا میں رہنا ہمیشہ اضطراری منافع بحری کے اغراض کیلئے لوگ جہاز اور کشتی اور ڈونگی وغیرہ پر چڑھکر سمندر پر سے صحیح سلامت گزر جاتے ہیں

وآیۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون وخلقنا لھم من مثلہ مایرکبون وان نشأ نغرقھم فلا صریخ لھم ولا ھم ینقذون۔ الا رحمۃ منا ومتاعا الی حین دنیا کو بھی ایک طوفان خیز سمندر سمجھو اور اسکی منافع کا واقع میں کچھ شمار نہیں۔ یہانتک کہ منافع بحری در و مرجان وغیرہ دنیاوی منافع کے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ کیا بلکہ ایک شمہ بھی نہیں سوا اس سمندر پر سے صحیح سلامت عبور کرنیکے لئے بھی ایک جہاز ہی نہایت مستحکم نہایت قابل اطمینان باآسائش اور استحکام و اطمینان و آسائش کی علاوہ بیمہ کیا ہوا۔ اور بیمہ بھی کسی ایسی ویسی کمپنی کا نہیں خود خدا نے اپنی ذات سے اسکا بیمہ کیا ہے۔ کچھ سمجھے کہ وہ جہاز کیا ہے۔ وہ جہاز ہے اتباع شریعت کہ مزے سے اس جہاز میں بیٹھ لو اور سارے سمندر کو کھوندتے پھرو۔ جتنے خزانے قعرِ زمین میں مدفون ہیں سب پر قبضہ کرو اور خیر و عافیت کیساتھ ساحلِ مراد پر جا اترو وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاؤھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین۔ تو مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی دنیا اور ساز و سامان دنیا کی مذمت ہے وہ مذمت بدیار و منافع بیشمار است کے طور کی ہے۔ مذمت کی مذمت اور مدح کی مدح حق یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی کوئی سی چیز مذمت کے قابل نہیں خدا نے خود اپنے حق میں فرمایا ہے الذی احسن کل شئ خلقہ تو دنیا کہ وہ بھی خدا ہی کی بنائی اور پیدا کی ہوئی ہے کسکا منہ ہے کہ اسکو برا کہہ سکے۔ دنیا اور دنیا کی کوئی چیز بری نہیں۔ بھنگا اور بھنگے سے لیکر بڑی سے بڑی مخلوق جو جس غرض کیلئے بنائی گئی ہے وہ اس غرض کو بوجہ اتم و اکمل پورا کر رہی ہے اور یہی امر میں کی خوبی ہے ہم جسکو دنیا کی مذمت سمجھتے ہیں واقع میں مذمت نہیں ہے بلکہ اسکی حقیقت نفس الامری کا اظہار ہے۔ مثلاً ہم ایک باغ کی حالت بیان کریں کہ اسمیں گلہائے رنگارنگ اور درختان ثمردار کھڑے اور بہریں اور آبشار اور فوارے اور روشیں ہیں مگر موسم خزاں میں یہ رونق ہو جاتا ہے تو کیا خزاں کا ذکر کرنا باغ کی مذمت سمجھا جائیگا۔ دنیا میں اگر عیب ہے تو بے ثباتی کا ہے اور یہی عیب و نقصان بھی دنیا سے بڑھکر خود ہم میں ہے۔ دنیا تو خدا جانے کب سے ہے اور کبتک چلی جائیگی ہم جیسے کتنے آئے اور فنا کے دریا میں ایسے ڈوبے کہ پھر نہ اچھلے دنیا کی جو مذمتیں ہیں ہرگز یہ کم نہ ہونگی۔ چہ چہ یہ ہیچ ہیچ ہیں گی افسوس ہم نہ ہونگے شاعر نے اس شعر میں دو غلطیاں کیں۔ اول تو اس نے دنیا کو مذمتوں کی نسبت کہا کہ یہ ہرگز کم نہ ہونگی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ دنیا کو خود ایک دن نیست و نابود ہونا ہے دنیا کی ترکیب ہی اسطرح کی واقع ہوئی ہے کہ اسکا انجام فنا ہے کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ کل یوم ھو فی شأن۔ شاعر کی دوسری غلطی یہ ہے کہ وہ اپنے نہ رہنے پر افسوس کرتا ہے یعنے تمتعات دنیا اسکو بقدر عزیز ہیں کہ وہ دنیا سے جانا نہیں چاہتا اسکی مرضی ابد الآباد سدا بہار باغ میں رہنے کی ہے جسمیں خزاں کا دخل نہ ہو اور دنیا کو تو خدا نے اس صفت کا بنایا نہیں یہ صفت تو خدا نے دار آخرت ہی میں رکھی ہے نعیم مقیم خالدین فیھا ابدا۔ قرآن میں جہاں کہیں بھی دنیا اور ساز و سامان دنیا کی مذمت ہے اسکا مقصود اصلی اسی غلطی کی اصلاح ہے تاکہ آدمی سستی کی پڑاؤ کو غلطی سے دار الاقامۃ نہ سمجھ لے اور ہمہ وقت کوچ کیلئے تیار رہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سستی کی پڑاؤ پر جو آسائشیں حاصل کر سکتا ہے انکو حاصل نہ کرے پس مسلمانو تمکو دنیاوی تنزل کا اصلی سبب سمجھا کہ انھوں نے آپ دنیا کی طلب کو تباہی کی اور کر رہے ہیں۔ کیوں کی اور کیوں کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ قرآن میں دنیا کی مذمت پڑھی اور پڑھ رہے ہیں۔ بزرگانِ دین کو زہد کیساتھ زندگی بسر کرتے دیکھا۔ اور دیکھ رہے ہیں۔ سو قرآن میں جو دنیا کی مذمت آئی ہے اسکا حال تو سن چکے کہ قرآن میں دنیا کی نری مذمت ہی مذمت نہیں بلکہ مدح بھی ہے جو عیب مو جملہ گفتی ہنرش نیز بگو۔ یسألونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس یہ تو ممکن نہیں کہ خدا ایک ہی چیز کی مذمت بھی کرے اور مدح بھی کرے کیونکہ مدح و ذم نقیض یکدیگر ہیں اور کلام الٰہی میں تناقض کا واقع ہونا ممکن نہیں۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ مسلمان اگر اس اختلاف ظاہری کی وجہ توفیق سوچتے تو آسانی کیساتھ جان لیتے کہ مدح و ذم دونوں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں مگر دو مختلف حیثیتوں سے۔ دنیا محکوم شریعت ہونیکی حیثیت سے ممدوح ہے ورنہ مذموم۔ اور شریعت کا لب لباب ہے مرنج و مرنجان۔ ضیق وقت کیوجہ سے میں اس بحث کو نہیں چھیڑتا ورنہ اسلامی شریعت کی ہر طرح کی باتوں یعنے معتقدات اور عبادات اور معاملات سب سے مرنج و مرنجان کا نتیجہ نکالکر دکھا دیتا۔ اور عام طبائع کو اسرار و نکات کا سمجھنا ذرا بھی مشکل اور دیر طلب نہ رہتا۔ مسلمانو تمکو بزرگانِ دین کی طرزِ زندگی سے بھی کسیقدر روشناسی ہوگا ہوا۔ انھوں نے دیکھا کہ بزرگانِ دین علمائے ظاہر اور مشائخ جس کسی رنگ میں بھی ہیں ارشادات سے اور اپنے نمونے دکھانے سے زہد ہی کی تعلیم فرماتے ہیں۔ اس سے بھی زہد شرط دینداری قرار پاگیا اور مسلمانوں میں دنیا کیطرف سے عام بے دلی پھیل گئی جو منافی طلب ہے اور جس نے رفتار طلب کو معدوم نہیں تو مدہم ضرور کر دیا ہے اور اب اس خیال کا دلوں سے نکلنا بہت ہی دشوار ہے۔ دنیا ایسی کہاں کی بہی بہی پھر رہی تھی کہ "ماں نہ مان میں تیرا مہمان" خواہی نخواہی لوگوں کو سر ہوتی۔ مسلمانوں کی بے رخی دیکھکر وہ بھی اب انکو منہ نہیں لگاتی۔ اب بزرگانِ دین کے زہد کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اسکو بھی عام یا اکثر مسلمانوں نے میرے نزدیک ٹھیک نہیں سمجھا۔ بے شک ایسے نفوس قدسی بھی ہوئے ہیں اور اب بھی زمانہ ایسے نفوس سے خالی نہیں جنھوں نے دنیا کی گزشتی اور گزاشتی ہونیکو خیال کو اتنا پکایا اتنا پکایا کہ واقع میں انکو دنیا سے دلی نفرت ہوگئی۔ عمر بن عبد العزیز کے حال میں لکھا ہے کہ خلیفہ ہونیسے پہلے امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے خلیفہ ہوئے پیچھے خدا نے انکو ایسی ہدایت دی کہ بارِ گرانِ خلافت اور خطرِ عاقبت نے انکو مار کر کچلا کر دیا۔ وہ خلافت سے پہلے ایسے لحیم و شحیم تھے کہ پیٹ میں گوشت کی سلوٹیں پڑتی تھیں یا زمانِ خلافت میں اسقدر دبلے ہوئے کہ پسلی سے پسلی الگ گنی جاتی تھی۔ انہوں نے گھر میں ایک سرد اہ بنوا رکھا تھا۔ اور معمول باندھ لیا تھا کہ تھوڑی دیر کیلئے مردوں کیطرح اسمیں جاکر لیٹتے اور اس طور پر خیال مرگ کو تازہ کرتے رہتے۔ ایسے شخص کو عیش و عشرت کیا سوجھے وہ کہا ہی بھی تو اسکو ہضم نہ ہو اور اسی کے قریب قریب اور بزرگوں کے زہد کی حکایتیں بھی بکثرت زبانزد خلائق ہیں اور ہر چند اکثر میں پیرانِ نمی پرند مریداں میپرانند کا سا مبالغہ بھی ہوتا ہم بعض صحیح بالکل صحیح بھی ہیں اور جو سیدہ یا بندہ ایسے بزرگ قدیم الایام ڈھونڈنے سے اب بھی ملتے ہیں ظاہر حال عارفاں خلق است و انیقدر بس کہ روئے در خلق است۔ یہ ہیں ملائکۃ اللہ علی وجہ الارض لیکن خدا کو اظہار رحمت کیلئے آدمیوں سے جہان کا آباد کرنا منظور تھا نہ فرشتوں سے۔ ولو نشاء لجعلنا منکم ملئکۃ فی الارض یخلفون۔ تو ایسے بزرگوں کا تذکرہ ہی درمیان میں لانا بے محل ہے یہ لوگ تقدس کے اعتبار سے نہ ہماری صنف کے ہیں اور نہ ہم جیسے ہیں اور نہ ہم انکے رتبو تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ ہم خدا کی طرف سے ان جیسے بننے پر مجبور کئے گئے ہیں۔ وہ تقدس یعنے زہد جو ہم سے ہونا ممکن ہے اور وہی ہم سے طلب بھی کیا جاتا ہے اسیقدر ہے کہ ہم دنیا کی حقیقت کو سمجھے رہیں باغ سے زیادہ اسکو وقعت نہ دیں جسمیں ایک دن ضرور خزاں آنی ہے۔ غرض تمتعات دنیا پر ایسے نہ ریجھیں کہ دنیا کی مفارقت کا صدمہ ہماری عاقبت کو بھی تباہ کر دے۔ خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین۔ اب میں زہد کی تعلیم کو مرنج و مرنجان کے قاعدے پر منطبق کرنا چاہتا ہوں یعنے مبنی اسلامی شریعت کا لب لباب مرنج و مرنجان کو ٹھیرایا تھا۔ تو اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ زہد کو مرنج و مرنجان سے کیا تعلق تو پہلے مرنج کو لو۔ سو ایک چھوڑ دو دوسرے زہد کا نتیجہ مرنج ہے۔ اول تو دنیا کا حاصل کرنا بڑا ہی دردِ سر ہے۔ دردِ سر کتنا ہے۔ توریت شریف میں ہے کہ جب خدا نے آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالکر زمین پر بسنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ اے نسلِ آدم اسی زمین کی مٹی کو ماتھے کے پسینے سے گوندھو اور کھاؤ۔ اسکی یہی معنے تھے کہ محنت مشقت سے معاش پیدا کرو۔ سو کر رہے ہیں اور کر رہے ہیں نہ صرف معاش کیلئے بلکہ معاش کیلئے ایک تو تکلفات لابعنی کیلئے دست حرص قانع نہیں ہوتا ورنہ اسباب جہان آنچہ من و کار و دارم بیشتر در کار نیست۔ تو مرنج زندگی بسر کرنیکے لئے زہد کی تعلیم بڑی ہی مفید تعلیم ہے پھر دنیا کو کیوں کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ قرآن میں دنیا کی مذمت پڑھی اور پڑھ رہے ہیں۔ بزرگانِ دین کو زہد کیساتھ زندگی بسر کرتے دیکھا۔ اور دیکھ رہے ہیں۔ سو قرآن میں جو دنیا کی مذمت آئی ہے اسکا حال تو سن چکے کہ قرآن میں دنیا کی نری مذمت ہی مذمت نہیں بلکہ مدح بھی ہے جو عیب مو جملہ گفتی ہنرش نیز بگو۔ یسألونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس یہ تو ممکن نہیں کہ خدا ایک ہی چیز کی مذمت بھی کرے اور مدح بھی کرے کیونکہ مدح و ذم نقیض یکدیگر ہیں اور کلام الٰہی میں تناقض کا واقع ہونا ممکن نہیں۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ مسلمان اگر اس اختلاف ظاہری کی وجہ توفیق سوچتے تو آسانی کیساتھ جان لیتے کہ مدح و ذم دونوں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں مگر دو مختلف حیثیتوں سے۔ دنیا محکوم شریعت ہونیکی حیثیت سے ممدوح ہے ورنہ مذموم۔ اور شریعت کا لب لباب ہے مرنج و مرنجان۔ ضیق وقت کیوجہ سے میں اس بحث کو نہیں چھیڑتا ورنہ اسلامی شریعت کی ہر طرح کی باتوں یعنے معتقدات اور عبادات اور معاملات سب سے مرنج و مرنجان کا نتیجہ نکالکر دکھا دیتا۔ اور عام طبائع کو اسرار و نکات کا سمجھنا ذرا بھی مشکل اور دیر طلب نہ رہتا۔ مسلمانو تمکو بزرگانِ دین کی طرزِ زندگی سے بھی کسیقدر روشناسی ہوگا ہوا۔ انھوں نے دیکھا کہ بزرگانِ دین علمائے ظاہر اور مشائخ جس کسی رنگ میں بھی ہیں ارشادات سے اور اپنے نمونے دکھانے سے زہد ہی کی تعلیم فرماتے ہیں۔ اس سے بھی زہد شرط دینداری قرار پاگیا اور مسلمانوں میں دنیا کیطرف سے عام بے دلی پھیل گئی جو منافی طلب ہے اور جس نے رفتار طلب کو معدوم نہیں تو مدہم ضرور کر دیا ہے اور اب اس خیال کا دلوں سے نکلنا بہت ہی دشوار ہے۔ دنیا ایسی کہاں کی بہی بہی پھر رہی تھی کہ "ماں نہ مان میں تیرا مہمان" خواہی نخواہی لوگوں کو سر ہوتی۔ مسلمانوں کی بے رخی دیکھکر وہ بھی اب انکو منہ نہیں لگاتی۔ اب بزرگانِ دین کے زہد کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اسکو بھی عام یا اکثر مسلمانوں نے میرے نزدیک ٹھیک نہیں سمجھا۔ بے شک ایسے نفوس قدسی بھی ہوئے ہیں اور اب بھی زمانہ ایسے نفوس سے خالی نہیں جنھوں نے دنیا کی گزشتی اور گزاشتی ہونیکو خیال کو اتنا پکایا اتنا پکایا کہ واقع میں انکو دنیا سے دلی نفرت ہوگئی۔ عمر بن عبد العزیز کے حال میں لکھا ہے کہ خلیفہ ہونیسے پہلے امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے خلیفہ ہوئے پیچھے خدا نے انکو ایسی ہدایت دی کہ بارِ گرانِ خلافت اور خطرِ عاقبت نے انکو مار کر کچلا کر دیا۔ وہ خلافت سے پہلے ایسے لحیم و شحیم تھے کہ پیٹ میں گوشت کی سلوٹیں پڑتی تھیں یا زمانِ خلافت میں اسقدر دبلے ہوئے کہ پسلی سے پسلی الگ گنی جاتی تھی۔ انہوں نے گھر میں ایک سرد اہ بنوا رکھا تھا۔ اور معمول باندھ لیا تھا کہ تھوڑی دیر کیلئے مردوں کیطرح اسمیں جاکر لیٹتے اور اس طور پر خیال مرگ کو تازہ کرتے رہتے۔ ایسے شخص کو عیش و عشرت کیا سوجھے وہ کہا ہی بھی تو اسکو ہضم نہ ہو اور اسی کے قریب قریب اور بزرگوں کے زہد کی حکایتیں بھی بکثرت زبانزد خلائق ہیں اور ہر چند اکثر میں پیرانِ نمی پرند مریداں میپرانند کا سا مبالغہ بھی ہوتا ہم بعض صحیح بالکل صحیح بھی ہیں اور جو سیدہ یا بندہ ایسے بزرگ قدیم الایام ڈھونڈنے سے اب بھی ملتے ہیں ظاہر حال عارفاں خلق است و انیقدر بس کہ روئے در خلق است۔ یہ ہیں ملائکۃ اللہ علی وجہ الارض لیکن خدا کو اظہار رحمت کیلئے آدمیوں سے جہان کا آباد کرنا منظور تھا نہ فرشتوں سے۔ ولو نشاء لجعلنا منکم ملئکۃ فی الارض یخلفون۔ تو ایسے بزرگوں کا تذکرہ ہی درمیان میں لانا بے محل ہے یہ لوگ تقدس کے اعتبار سے نہ ہماری صنف کے ہیں اور نہ ہم جیسے ہیں اور نہ ہم انکے رتبو تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ ہم خدا کی طرف سے ان جیسے بننے پر مجبور کئے گئے ہیں۔ وہ تقدس یعنے زہد جو ہم سے ہونا ممکن ہے اور وہی ہم سے طلب بھی کیا جاتا ہے اسیقدر ہے کہ ہم دنیا کی حقیقت کو سمجھے رہیں باغ سے زیادہ اسکو وقعت نہ دیں جسمیں ایک دن ضرور خزاں آنی ہے۔ غرض تمتعات دنیا پر ایسے نہ ریجھیں کہ دنیا کی مفارقت کا صدمہ ہماری عاقبت کو بھی تباہ کر دے۔ خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین۔ اب میں زہد کی تعلیم کو مرنج و مرنجان کے قاعدے پر منطبق کرنا چاہتا ہوں یعنے مبنی اسلامی شریعت کا لب لباب مرنج و مرنجان کو ٹھیرایا تھا۔ تو اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ زہد کو مرنج و مرنجان سے کیا تعلق تو پہلے مرنج کو لو۔ سو ایک چھوڑ دو دوسرے زہد کا نتیجہ مرنج ہے۔ اول تو دنیا کا حاصل کرنا بڑا ہی دردِ سر ہے۔ دردِ سر کتنا ہے۔ توریت شریف میں ہے کہ جب خدا نے آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالکر زمین پر بسنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ اے نسلِ آدم اسی زمین کی مٹی کو ماتھے کے پسینے سے گوندھو اور کھاؤ۔ اسکی یہی معنے تھے کہ محنت مشقت سے معاش پیدا کرو۔ سو کر رہے ہیں اور کر رہے ہیں نہ صرف معاش کیلئے بلکہ معاش کیلئے ایک تو تکلفات لابعنی کیلئے دست حرص قانع نہیں ہوتا ورنہ اسباب جہان آنچہ من و کار و دارم بیشتر در کار نیست۔ تو مرنج زندگی بسر کرنیکے لئے زہد کی تعلیم بڑی ہی مفید تعلیم ہے پھر دنیا کو

اور انکو (سمجھو کہ) ہے (ہماری قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ ہم ان (آدمیوں) کی نسل کو بھری ہوئی کشتیوں میں اٹھائے پھرتے ہیں اور کشتی کیطرح کی ہم نے انکے لئے اور چیزیں (از قسم ڈونگی وغیرہ بھی) پیدا کی ہیں جنپر (یہ دریاؤں میں) سوار ہوتے ہیں اور ہم چاہیں تو انکو ڈبو دیں پھر نہ تو کوئی انکا فریاد رس ہو اور نہ یہ (ڈوبنے سے) مخلصی پائیں مگر (یہ) ہماری مہربانی ہو اور ایک وقت (خاص) تک (انکو دنیاوی) فایدہ دینا ہے

(پہنچانے منظور ہیں) اور جو لوگ (دنیا میں) اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے انکو (بھی) ٹولیاں بنا بنا کر بہشت کیطرف لیجائیں گے یہانتک کہ جب (یہ لوگ) بہشت کے پاس پہنچیں گے اور اسکے دروازے (تو انکے لئے پہلے ہی سے) کھلے ہونگے (تاکہ انکو کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے) تو انکی بڑی آؤ بھگت ہوگی اور بہشت کے موکل انسے سلام علیک کرکے کہیں گے کہ تم (بڑی مزے میں رہے تو بہشت میں ہمیشہ (ہمیشے کیلئے) داخل ہو اور (یہ لوگ) کہیں گے خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ ہمکو سچ کر دکھایا اور ہمکو (بہشت کی سر) زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں تو (نیک) عمل کرنیوالوں کا (کیا ہی) اچھا اجر ہے۔ اور اس نے جو چیز بنائی خوب ہی بنائی۔ دنیا پر ایک فرشتہ تعینات ہے جو ہر روز منادی کیا کرتا ہے کہ لوگو اپنے مرنے کیلئے اولاد پیدا کرتے جاؤ اور جو ڈھونگ کہ عمارت

(اے پیغمبر یہ لوگ) تم سے شراب اور جوئے کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں تو (ان لوگوں سے) کہدو کہ ان دونوں (چیزوں میں) بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے (کچھ) فایدے بھی ہیں۔ اور اگر (ان) خدا کے سوا (کسی اور) کی پاس سے (آیا ہوتا) تو ضرور اسمیں بہت سا اختلاف پاتے۔ اور ہم چاہتے تو تم (لوگوں) میں سے فرشتے

حاصل کرنیکی لئے جو رنج اٹھانا پڑتا ہے میں سوچتا ہوں مرتے وقت سازوسامان دنیا کا ہمیشہ کیلئے جدا ہونا ایک ایسی مصیبت ہے جسکی تکلیف کا ٹھیک ٹھیک اندازہ۔ اذا بلغت التراقی وقیل من راق وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الی ربك یومئذ المساق ہی کے وقت ہوگا اور زہد کے سوا اس مصیبت کو کم کرنیکی کوئی اور تدبیر ہی نہیں اب مجھکو ثابت کرنا ہے کہ جسطرح مرنے کا نتیجہ ہر مرنجاں ہی ہے اسکے لئے میں قارون کا قصہ لیتا ہوں۔ ان قارون کان من قوم موسیٰ فبغیٰ علیهم واٰتیناه من الکنوز ما ان مفاتحه لتنوأ بالعصبة اولی القوة اذ قال له قومه لا تفرح ان الله لا یحب الفرحین۔ وابتغ فی ما اٰتاك الله الدار الاٰخرة ولا تنس نصیبك من الدنیا واحسن کما احسن الله الیك ولا تبغ الفساد فی الارض ان الله لا یحب المفسدین۔ قال انما اوتیته علی علم عندی اولم یعلم ان الله قد اهلك من قبله من القرون من هو اشد منه قوة واکثر جمعا ولا یسأل عن ذنوبهم المجرمون۔ فخرج علی قومه فی زینته قال الذین یریدون الحیوٰة الدنیا یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انه لذو حظ عظیم۔ وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب الله خیر لمن اٰمن وعمل صالحا ولا یلقٰها الا الصابرون۔ فخسفنا به وبداره الارض فما کان له من فئة ینصرونه من دون الله وما کان من المنتصرین۔ واصبح الذین تمنوا مکانه بالامس یقولون ویکأن الله یبسط الرزق لمن یشاء من عباده ویقدر لولا ان من الله علینا لخسف بنا ویکأنه لا یفلح الکافرون۔ قارون کے اس قصہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ایک کی خوشحالی دوسروں کو جو اس سے محروم ہیں اور اسکو ترستے ہیں کیسا رنج پہنچاتی ہے کیسکو کہاں دیکھ بھوکے کی رال ٹپک پڑتی ہے اور جب وہ کہانیکو نہیں پاتا اشتر بلا کو مسوس کر رہ جاتا ہے۔ یہ بھی ریجانیدن میں داخل ہے جس سے بچنے کیلئے زہد کی تعلیم تجویز کیگئی ہے۔ ہمدردی جو سائی کی تقویت کا موجب ہے زہد اسکی کیونکر شترط ضروری ہے۔ زہد نہ ہو تو زکوٰۃ صدقات خیرات کا دروازہ بند ہو جائے۔ زکوٰۃ اسی لئے فرض کیگئی ہے کہ جو مقدور رکھتا ہے حاجتمند کی امداد کو اپنے مال میں زہد کرے۔ یوخذ من اغنیائهم ویرد علی فقرائهم مسئلہ زکوٰۃ سے اسکا پتہ ملتا ہے کہ ہم سے از روئے شریعت اسلامی کتنا زہد طلب کیا جاتا ہے۔ نقد میں ڈھائی روپیہ سیکڑا سالانہ الحکم ٹکسیں سے بھی آنہ سیکڑا کم۔ تو جو لوگ زہد میں غلو کرتے ہیں انکی مثال اس شخص کی سی ہے جو انکم ٹکس نہ دینے پر یہ زاں ہو اسلئے کہ وہ آمدنی نہیں رکھتا۔ کس نیاید بخانہ درویش کہ خراج زمین و باغ بدہ۔

غرض مسلمانوں نے زہد کے مفہوم کے سمجھنے میں غلطی کی اور مصلحت زہد کو فوت کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بالنسبت الی اقوام اخر محتاج ہو گئے۔ زکوٰۃ دینے کی جگہ خود زکوٰۃ کے مستحق۔ اور اب جو انکو پھر دولت کمانیکی تدبیر بتائی جاتی ہے اسپر عمل آمد نہیں ہوتے وہ تدبیر کیا ہے کہ جو دوسرے سرد دلتمند کرتے ہیں وہ تم ہی کرو یعنی دل میں دنیا کی طلب صادق پیدا کرو۔

سنو جی جب (جان بدن سے کھچکر گلے کی) ہنسلی تک آ پہونچیگی اور (مریض اپنے بیمار دار) چلا اٹھیں گے کہ (اے) کوئی جیہار (نجیوا لاہو) تو اسکو (ان اجزا کی) پنڈلی (دوسرے پاؤں کی) پنڈلی سے لپٹ (لپٹ) جائیگی (اور شخص جب حالتین پیش آئینگی) اسدن (تجکو) اپنے پروردگار کیطرف چلنا ہوگا۔ قارون موسیٰ کی قوم (یعنے بنی اسرائیل) میں سے تھا پھر وہ اوپر ظلم کرنے لگا اور ہم نے اسکو اتنے خزانے دیرکھے تھے کہ کئی زور آور مرد اسکی کنجیاں مشکل اٹھاتے ایکبار اسکی قوم (کے لوگوں) نے اس سے کہا کہ اترا مت (کیونکہ) اللہ اترانیوالوں کو پسند نہیں کرتا اور (بھی) جو (ساز و سامان دنیا) تجکو خدا نے دیرکھا ہے اسمیں (سے کچھ) آخرۃ کے گھر کا (بھی) فکر کرتا رہ اور دنیا سے جو تیرا حصہ ہے اسکو فراموش نہ کر اور جسطرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا تو بھی اپنی لیاقت سے حاصل ہوا ہے کیا (قارون نے) یہ خیال نہیں کیا کہ اس سے پہلے خدا (پچھلی) امتوں میں سے ایسے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو (نوکروں چاکروں سے) اس سے کہیں زیادہ بل بوتہ رکھتے تھے۔ اور انکے پاس جمع (پونجی) بھی اس سے بہت زیادہ تھی اور گنہگاروں سے (سزا دہی کے لئے) فرشتوں کو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی (بلکہ) انکے چہروں سے ہی (انکا گناہ) معلوم ہو جاتا ہے۔ غرض (الیکشن) قارون اپنے ترک سے اپنی قوم کے لوگوں پر نکلا تو جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے (اوسکو دیکھکر) لگے کہنے کہ کیسا کچھ (ساز و سامان) قارون کو ملا ہے کاش ہمارے پاس بھی ہوتا۔ اسمیں شک نہیں کہ قارون بڑا صاحب نصیب ہے اور جن لوگوں کو (خدا کی طرف سے) علم کی دولت دیگئی تھی (ان لوگوں نے) کہا کہ تمہارا آجانا اس کو جو شخص ایمان لایا اور اس نے نیک عمل (بھی) کئے اسکو ثواب خدا (قارون کے مال و دولت سے کہیں) بہتر ہے مگر صبر کرنیوالوں کو سوائے وعدۂ ثواب ہر ایک چیز نہیں ملتا۔ پھر ہم نے قارون اور اسکے گھر کو زمین میں دھنسا دیا اور خدا کے سوا کوئی جماعت اسکی مدد کو کھڑی ہوئی اور نہ (آپ کچھ اپنی) بدلہ لینے سے بچا سکا اور جو لوگ کل (شام) اسکی جگہ (اب ہونی) کی تمنا کر رہے تھے وہ (اب) صبح کو کہنے لگے (افسوس) یہ تو اللہ ہی اپنے بندوں میں جسکی روزی چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے اور (جسکی روزی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہم کو بھی (زمین میں) دھنسا دیتا اور (سچ تو یہ ہے کہ) کافر لوگ کبھی فلاح نہیں پاتے۔

ضلع پٹنہ میں وبائی طاعون کے عبرت خیز واقعات

جناب ایڈیٹر صاحب! تسلیم۔ ایک عبرتناک واقعہ لقولہ تعالیٰ وعمر نوالہ۔ یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه الخ کے مصداق بروایت صحیح صرف دو دہن سے عرض کرتا ہوں۔ یعنے میرے چھوٹے حقیقی بھائی مولوی محمد جلال الدین صاحب کمپوڈر ہاسپٹل خسرو پور سٹیشن ایسٹ انڈین ریلوے نے ڈاکٹر محمد وحید عظیم آبادی سے سنکر مجھسے نقل کیا وہ بلا مبالغہ واقعی کا ست لکھتا ہوں امید کہ براہ مہربانی درج اخبار کر کے ناظرین اخبار کو فاعتبروا یا اولی الابصار کا سبق عبرت دلائینگے۔ یعنی آجتک ایسا واقعہ کہیں جھوٹے قصوں یا مبالغہ آمیز فسانوں میں دیکھا نہ زبانی قصہ گویوں تک سے سنا۔ وہونذا۔ ضلع پٹنہ میں دو بستیاں قریب سٹیشن باڈہ چک جگمل و کنہائی پور نصف میل کی فاصلہ پر واقع ہیں۔ چک جگمل میں پلیگ بڑی زور و زور تھا۔ اور قانونی نفاذ پورا وہاں اسوقت تھا۔ سرکار کیطرف سے کل اہلکاران پلیگ جمیع نصب کئے ہوئے مقیم تھے۔ اور پوری نگرانی تھی۔ کہ یہاں سے کوئی متنفس کہیں جانے نہ پائے۔ مزید براں پوری نگرانی۔ سب ڈویژنل باڈہ و مجسٹریٹ ضلع پٹنہ کی بھی تھی۔ ایک عالی خاندان شریف متمول کی لڑکی چک جگمل میں بیاہی تھی اور وہ لڑکی ایسی بیمار وقت میں اپنے سسرال میں تھی ساس سے اوس نے نہایت منت و سماجت سے گڑگڑا کر کہا کہ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں اپنی ماں کو دیکھوں اور نہیں روکر اوس نے کہا کہ للہ میری ماں کی یہاں مجھکو پہنچوا دیجئے ساس نے بہت تسکین دیکر کہا کہ بیٹی! سرکار کیطرف سے سخت نگرانی اور ممانعت ہے تم کیسے جا سکتی ہو؟ مگر خیر کہتا تلاش کراتی ہوں۔ کئی روز کہا نہ ملنے کا بہانا کر کے ٹالا۔ مگر جب بہت بیقرار دیکھی تو اوس لڑکی نے ناقص اپنے کیطرح کی اجازت ساس کی پائی۔ نماز مغرب سے تھوڑی دیر پہلے پوچھ تنہا معہ بچہ دو سالہ اپنے میکے کنہائی پور نہ ہو گئی لاسوقت تک کنہائی پور پلیگ سے بچا ہوا تھا۔ چک جگمل سے وہ باہر ہوئی تھی کہ طوفان باراں بڑے زور سے آیا ایسی شریف زادی جسنے کبھی گھر سے باہر قدم نہ نکالا ہو نہ معلوم کسطرح اس آفت میں افتاں و خیزاں معہ بچہ قریب نو بجے شب اپنے میکے کے دروازہ پر پہنچی۔ صدر دروازہ کا کیواڑ بند تھا۔ آفت رسیدہ لڑکی نے اپنی ماں کو "اماں اماں" کہکر آواز دی۔ ماں نے جو بدیا کو کیا کہتی ہوا اوس آفت رسیدہ نے کہا کہ ایسی بیاعتنائی سے کیوں جواب دیتی ہو میں فلانی تمہاری بیٹی ہوں میں مر کر بھوت بنکر نہیں آئی ہوں دیکھو تمہارا نواسہ محمد صدیق میری گود میں ہے دل تمہارا مرے دیکھنے کو بہت بیچین و بیقرار ہوا تو تمہارے دیکھنے کو آئی ہوں جلد کیواڑ کھولو اوسکی سنگدل ماں نے جو بدیا کیا کہا کہ بیٹی بہت مجبوری ہے زمانہ خراب ہے اتنی خلقت اس بستی سے چلی آتی ہو تو اتنی رات گئے کیواڑ کیسے کھولوں۔ تب وہ آفت رسیدہ اپنی بیکسی اور ماں کے خون سفید ہو جانے پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ گھنٹوں تک دروازہ پر زور زور سے روتی رہی مگر اوسکی سنگدل ماں کا دل نہ پسیجا۔ اللھم احفظنا من کل ذلک۔ آمین۔

اسلامی خبرین

اسلامی دنیا میں کل ۱۳۲۴۵۶ مساجد ہیں۔
وزیر اعظم ٹرکی نہایت علیل ہیں اور انکے وظائف منصبی کیطرف متوجہ نہو سکنے کیوجہ سے پبلک کاروبار متعلقہ میر

خلل واقع ہو رہا ہے۔ شافی مطلق جلد شفا کلی عطا فرمائے۔

گجرات کی اسلامی سوسائٹی کے سرآوردہ ممبروں نے بہت سے لڑکوں کو منتخب کر کے بغرض تعلیم قاہرہ بھیجا ہے۔

الیاس آفندی کی تجویز سے جو کونسل آف سٹیٹ کے ممبر ہیں سولا متفق ہو کر بابعالی نے اس امر کی منظوری دیدی ہے کہ انشورینس (بیمہ کی) کمپنیوں پر ٹیکس لگا دیا جاوے۔

حمیدیہ کے نام سے متعدد مدارس تو پہلے ہی مختلف صوبجات میں کھل چکے ہیں لیکن اب جلالتمآب کے فرمان کے موجب دیگر مجوزہ درسگاہوں کا قیام کا بھی بسرعت بندوبست ہو رہا ہے۔ ان مدرسوں کی کل تعداد دو سو اسی ۲۸۰ ہے

شیخ ابن محمد تیمنی پرنسپل بغداد کالج موسومہ "باب السلیمان" کو اعلیحضرت خلافت پناہی نے "ڈاکٹر آف تھیولوجی" کا درجہ عطا فرمایا ہے جو تبحر علوم دینیات کے لحاظ سے ایک اعلیٰ ترین اعزاز ہے۔ اس تقریب پر بڑی بڑی ذی عزت اور بارسوخ حاضرین کا ایک مجمع کثیر تھا جنکے سامنے شیخ موصوف کو یہ اعزاز عطا ہوا۔ حاضرین نے نہایت خوشی منائی اور بہت جوش مسرت ظاہر کیا۔

سلطان المعظم کو جب شاہ ایران کے اس ارادہ کی اطلاع ملی کہ قلمروئی عثمانیہ کے مختلف مدارس میں نوجوانان ایران کی ایک جماعت اغراض تعلیم بھیجی جاتو اعلیحضرت شاہ کجکلاہ کی اس اخواہ کو بدل منظور فرمایا اور اسپر خوشنودی و مسرت ظاہر کی۔ پھر وزیر صیغہ خارجہ کو ہدایت ہوئی کہ سفیر ایران کو منظوری اعلیحضرت سے مطلع کر دیا جائے۔

سفارت عثمانیہ متعینہ طہران نے سلطنت فارس کی توجہ ایرانی قبائل کی اس لوٹ کھسوٹ کیجانب منعطف کرائی ہے جو انہوں نے موصل کیطرف سرحد پر مچا رکھی ہے۔ نیز سفارت موصوفہ نے مسروقہ مویشیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا اور یہ بھی چاہا ہے کہ ان قزاقوں کو سزا دیجائے اور آئندہ کیلئے اس قسم کی واردانوں کا انسداد کیا جائے۔

سقوطرہی کے رضوی سکول میں ایک استاد نے اپنے ایک شاگرد کو کچھ اس قسم کی جسمانی سزا دی تھی کہ جسکے اثر سے وہ بیچارہ جانبر نہ ہو سکا۔ وزیر تعلیمات عامہ نے اسوقت سے بالکل ممانعت کر دی ہے کہ کوئی معلم طلبا کو سزائے بدنی نہ دینے پائے ورنہ مستوجب سزا ہوگا۔ چنانچہ عثمان نوری آفندی نام ایک سکول ماسٹر نے عدول حکمی کر کے اپنے شاگردوں کو بڑی بیدردی سے بیدیں لگائی تھیں جسپر سے ایک عشرہ قید کی سزا ہوئی۔

منی پور کی ایک مخیر خاتون مسماۃ سلیمہ بی بی نے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ اس کمیٹی کے پاس بھیجا ہے جو گورنمنٹ ترکی نے اسغرض سے مقرر کی ہے کہ حجاج بیت اللہ کی خیر خبر رکھے۔ اور مکہ مدینہ کی درمیانی منزلوں میں قیام کرنیوالے نادار و مسکین عازمان حج کے ضروری اخراجات کی کفیل ہو۔

مراکو کا وزیر مال آجکل مصر میں ہے اور جبتک وہاں قیام ہے تو یہ فاضل مراکو کا مہمان رہیگا۔

دمشق شام کے ریلوے کے چندہ میں چالیس مجیدی مقام سناہای کے چند عیسائیوں نے بھی دیئے ہیں

بیت اللہ کے لئے جو قیمتی غلاف وغیرہ لیکر ایک کارروان ہر سال جایا کرتا ہے اسکی تقریب روانگی کی رسم حسب معمول مسجد قسطنطنیہ میں ادا ہوئی۔ پھر یہ قافلہ شریف مکہ اور بدوی سرداروں کے وظائف لیکر یعقوب بے آفندی کی قافلہ سالاری میں اپنی منزل مقصود کیجانب روانہ ہو گیا۔

سلطان المعظم کے اسلامی مشن کا جو چین کو جانیوالا ہے یورپ کے بعض حامل خبارات تو مسخرہ مضحکہ ہی اڑا رہے ہیں مگر "پالمالگزٹ" کا ایک قابل نگار لکھتا ہے کہ "اسمیں ہنسی اڑانیکی بات ہی کونسی ہے"؟ اسکی رائے میں کچھ عجب نہیں جو یہ مشن چین اور دول یورپ کے باہمی تنازع پر کوئی مفید اثر ڈال سکے۔ یہ سچ ہے کہ سلطان ٹرکی کو چین کے ساتھ کوئی ایسا بڑا پولیٹیکل واسطہ نہیں ہے اور اس ملک کے ساتھ انکے تجارتی تعلقات بھی بہت ہی مختصر سے ہیں۔ مگر بحیثیت خلیفۃ المسلمین ہونیکے مسلمانان چین پر انکا بڑا بھاری اثر ہے۔ پھر راقم مضمون یاد دلاتا ہے کہ "اور سلطان کے اس اثر کا فائدہ ایک موقعہ پر لارڈ سیکنسفیلڈ جیسے مدبر کے وقت میں بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔ جبکہ افغانستان کو

باہمی تعلقات آجکل کی طرح دوستانہ نہ تھے۔ اور آپس کے معاملات نہایت نازک معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ سلطان نے عین وقت پر یہیں پڑکر اپنا وہ اثر ڈالا جسکی اسوقت از بس ضرورت تھی۔ اور جملہ امور باحسن وجوہ نہایت سہولت سے طے ہو گئے۔ اسیطرح یہ یقین کرنیکے کافی اور معقول وجوہ ہیں کہ چین کے موجودہ تنازع میں بھی سلطان کی ثالثی و مداخلت سے اغلباً نیک نتائج پیدا ہونگے۔ زیادہ تر اس خصوصیت کے لحاظ سے بھی کہ فغفور چین اور شہنشاہ بیگم دونوں کے دونوں بالکل ٹنگفیوزیانگ سپہ سالار افواج چین اور اسکی مسلمان سپاہ کے زیر اثر ہیں۔ اس مشن کی دوسری غرض تبلیغ دین اسلام ہو سکتی ہے۔ سو اس لحاظ سے بھی مجوزہ مشن کی معقولیت اور اسکے حق بجانب ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسلمان اوس ملک میں تیرہ صدیوں بلکہ کچھ زیادہ سے رہتے ہیں پس جب وہاں کرسچین مشنریوں کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں تو پھر محمدی مشنریوں کے واسطے تبلیغ کے کام میں کونسی معقول رکاوٹ پیش کیجا سکتی ہے۔ اگرچہ مسلمانان چین کو کئی موقعوں پر بڑی بڑی نقصان اور صدمے اٹھانے پڑے ہیں لیکن اب بھی ملک میں انکی بڑی بھاری طاقت ہے۔ خیال کرنیکی بات ہے کہ مسلمین (اور بقول بعض ۳ کروڑ) کچھ تھوڑی سی تعداد نہیں ہوتی۔ پس انکی خاطر اس شخص کیطرف سے جو اسلامی دنیا میں امیر المؤمنین سمجھا جاتا ہے ایک مشن کا بھیجا جانا ایسا کیا بالکل ہی لغو منصوبہ ٹھیرا جیسا کہ احمق نکتہ چیز باور کرانیکی کوشش کرتے ہیں۔

ترکی گورنمنٹ نے صوبہ بانگورا کے حکام کو ہدایت کی ہے کہ دو لاکھ پیاسٹر ماہوار (ان چار ہزار بوسنیین (بوسنیا کے رہنے والے) مہاجرین کی امداد میں صرف کیا جایا کریں جو صوبہ مذکور میں آن بسے ہیں۔

رومانیا کی گورنمنٹ نے سمرنا سے آنیوالے لوگوں کیلئے جو قرنطینہ مقرر تھا اسے گھٹا کر صرف ۶ دن کا قرنطینہ رہنے دیا ہے اور قسطنطنیہ سے آنیوالوں پر فقط ۴۸ گھنٹے یعنی دو دن رات کا۔

حجاز ریلوے کمیشن کیلئے حکم ہوا ہے کہ وزارت مال میں باقاعدہ اجلاس کیا کریں۔ علاوہ ازیں جلالتمآب کی یہ بھی خواہش ہے کہ ممبران کمیشن ان تمام اشخاص کو جو ریلوے مذکور کے لئے فراہمی چندہ کرنے پر متعین ہوئے ہیں۔ یہ کہدیں کہ چندہ میں جتنی رقم جمع ہو وہ ساتھ کے ساتھ قسطنطنیہ بھیجتے جایا کریں اور نیز انکو چاہیئے کہ اس اسلامی کار خیر میں شریک ہونیکی لوگوں کو اصول مذہبی کے مطابق ترغیب دلائیں۔

جنرل بورڈ آف ہیلتھ (یعنی صیغہ حفظان صحت کی جنرل کمیٹی) نے فیصلہ کیا ہے کہ سکندریہ و بندر سعید (ہر دو واقع افریقہ شمالی) اور سمرنا (واقع ملک شام) سے جو لوگ آئیں انہیں آئندہ سے قرنطینہ میں نہ روکا جائے بلکہ اسکی بجائے صرف طبی معائنہ ہوا کریگا۔ یہ ڈاکٹری ملاحظہ سب سے پہلے عثمانی بندرگاہ پر ہوا کریگا۔ جہاں ایک ہیلتھ افسر متعین کر دیا گیا ہے۔ اہل جہاز اور نیز مسافران جہاز کا ملاحظہ ہوا کریگا۔

اعلان ہوا ہے کہ ترکی اور نیز ممالک غیر کی بارود بے دود۔ دونوں کی جانچ ہو کر ہر ایک کی طاقت اور حسن و قبح کا پتہ لگایا جائے۔ چنانچہ عنقریب مقام چتالجہ میں ہر دو کی آزمائش کیجائیگی۔

قسطنطنیہ کی دوسری سیاحت ۱۹۰۰ء کی یادگار میں قیصر جرمنی نے اہالی شہر سے جس فوارہ کا وعدہ کیا تھا وہ ۲۷ ماہ گزشتہ کو تیار ہو گیا اور پہلے ۱۱ بجے صبح کے بڑی دھوم دھام سے جاری کیا گیا۔ اسکا نقشہ قیصر نے خود تجویز کیا تھا یہ فوارہ ۳ لاکھ فرینک کی لاگت سے بنا ہے اسکی اجرا و افتتاح کیوقت سفارت جرمنی کے تمام ارکین اور جرمن جہازات کے چند افسر نیز کئی ایک اعیان دولت عثمانیہ شریک جلسہ تھے۔ اس مسرت خیز تقریب پر سلطنت عثمانیہ اور دولت المانیہ دونوں کا باہمی اتحاد اور دوستانہ تعلقات کا بڑے فخر کیساتھ ذکر کیا گیا۔ جسقدر کثیر مجمع اس موقع پر تھا قسطنطنیہ میں شاید ہی پہلے کبھی دیکھا گیا ہوگا۔ جلسہ ختم ہوتے ہی عوام الناس کا انبوہ کثیر فوارہ کیطرف دیوانہ وار دوڑا کہ دیکھیں کون اسمیں سے پانی پیتا ہے۔

اعلیحضرت کیخدمت میں دو نہایت نفیس و خوبصورت البم پیش کئے گئے ہیں جنمیں متذکرہ بالا جلوس فوارہ کی فوٹو گرافک تصاویر ہیں۔ ایک انمیں سے قیصر ولیم کو بھیجا جائیگا۔

حسب الحکم حضرت خلافت پناہی دو نہایت قیمتی قالین جو امپریل فیکٹری میں تیار کرائے گئے ہیں بیت اللہ شریف کو بھیجا گیا۔

امریکہ میں مسلمانوں کا شمار ۹۰ ہزار بیان کیا جاتا ہے۔

وجع مفاصل پٹی مذکور کی بیماری ہے۔ کیمبرلینز پین بام (C.P.B.) نے اس موذی مرض کو ایکبار نہیں بلکہ بیشمار دفعہ دفع کیا ہے لہذا جب اسکا استعمال کو برابر شفا ہوگی۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی مال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

گسٹھیا کی بیماری میں کیمبرلینز پین بام (C.P.B.) یعنی کیمبرلین صاحب کی دوائی درد کے ایک ہی دفعہ لگانے سے دور جاتا رہتا ہے یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی مال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے

ہندوستان کی خبریں

[سرکاری خبریں (منجانب گورنمنٹ پنجاب)

لفٹنٹ اے۔ جے۔ اوبرائن صاحب اسسٹنٹ کمشنر پشاور کی تبدیلی ڈیرہ اسمٰعیلخان میں قائمقام ڈسٹرکٹ ججی پر ہوئی۔ اور انکی جگہ ایچ۔ این بولٹن صاحب میانوالی سے آکر تعینات ہونگے۔

خان بہادر غلام فرید صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی کو یکم مارچ ۱۹۰۱ء سے ۲ ماہ ۲۵ یوم کی رخصت عطا ہوئی۔

لالہ کمھن لال صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملتان سی۔ ایچ ہیبرسن صاحب سے سبکدوش ہوکر راولپنڈی واپس ہونگے۔

مریڈیتھ صاحب کے ماہ مارچ میں فرلو رخصت جانے پر اے۔ برجس صاحب شملہ کے ڈسٹرکٹ جج مقرر ہونگے۔

کیپٹن پی ایس۔ ایم برلٹن صاحب بجائے برجس صاحب شملہ کے ڈسٹرکٹ جج مقرر ہونگے۔

لفٹنٹ بگ ڈور صاحب سپرنیومریری اسسٹنٹ کمشنر امرتسر بجائے سنڈل انڈیا (وسط ہند) بلوچستان میں تعینات کئے جائیں گے۔ (لاہور۔ ۲۸ فروری)]

افسوس کہ ماسٹر انبا پرشاد اڈیٹر اخبار جامع العلوم مراد آباد کو مدار المہام صاحب ریاست رامپور کے مقدمہ لائبل میں بتاریخ ۲۸ فروری دو سال کی قید محض ایک مضمون کے متعلق ہوئی اور ایک سال کی قید محض دوسرے کے متعلق۔ اور دفعہ ۵۰۶ میں ایکہزار روپیہ جرمانہ ورنہ ۶ ماہ قید سخت۔ ۲۸ اگست کے مضمون سے جرم ثابت نہیں ہوا دفعہ ۵۰۰ کی دو نو سزائیں ایک ساتھ شروع ہونگی اس لئے تین سال کے بجائے دو سال کی قید سمجھنی چاہیئے۔

لفٹنٹ کرنیل میٹلینڈ صاحب جو ۲۱ ویں بمبئی انفنٹری سے متعلق تھے اور برٹش فوج کے ساتھ پرنسپل میڈیکل آفیسر ہوکر گئے تھے افسوس کہ مہم سومالی لینڈ میں ماری گئے۔

مسٹر فینشا پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاکخانجات ہند ماہ اپریل میں تین ماہ کی رخصت پر ولایت جائینگے۔

ہندوستان کے ان تینوں بڑے بڑے صوبوں یعنی برہما۔ بنگال۔ مدراس میں جنمیں چاول پیدا ہوتا ہے کل رقبہ زیر کاشت دھان ۵ کروڑ ایکڑ ہے۔ اور ایکڑ پیداوار کا تخمینہ ۴۳ کروڑ ۸۲ لاکھ ۲۹ ہزار ہنڈرڈ ویٹ کیا گیا ہے۔ برہما۔ برہما میں اس دفعہ ایوسط سے زیادہ پیداوار کی توقع ہے۔ بنگال میں معمولی سے کم۔ اور مدراس میں

کوئٹہ کے مسز محمد علی اینڈ برادرز نے سیستان کے جدید تجارتی راستہ سے فائدہ اٹھاکر سیستان میں ایک تجارتی کوٹھی کھولی ہے جس میں انگریزی اور ہندوستانی ساخت کا مال فروخت ہوتا ہے۔ مالکان کوٹھی کے نائب نے وہاں کی باشندوں کی تجارتی ضروریات سے متعلق ایک دلچسپ رپورٹ گائڈ کے طور پر مرتب کرکے دفتر ایجنٹ صاحب گورنر جنرل بہادر بلوچستان کی معرفت بنگال چیمبر آف کامرس (مجلس تاجران بنگالہ) میں بھیجی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی والیس قونصل نے سیستان پہونچنے کے تھوڑے عرصہ بعد ہماری ہاں کا بہت سا مال خرید کیا جسمیں بوٹ۔ جوتے۔ موم جامہ۔ چپنی چٹائیاں۔ پارچات۔ سامان سیشنری وغیرہ تھا۔ علاوہ ازاں قونصل مذکور نے کچھ خیموں۔ سوڈا واٹر کی متحرک مشینوں وغیرہ کے منگوا دینے کا بھی آرڈر دیا۔ تاجران مذکور کا اس کامیابی سے اور بھی حوصلہ بڑھا اور انہوں نے مقام بیرجاند دارالخلافہ قنات میں بھی اپنی کوٹھی کی ایک شاخ کھولدی ہے۔ یہ علاقہ سیستان کی نسبت زیادہ آباد اور زیادہ مہذب ہے۔ یہاں کے لوگ انگریزی ساخت کی اشیاء کو روسی اشیاء پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور وہ قیمت بھی زیادہ پاتی ہیں۔ ان لوگوں میں زیادہ تر مانگ ان چیزوں کی ہے:۔ اونی و ریشمی پارچات خانہ داری کی ضروریات۔ لوہے تانبے اور پیتل کے برتن۔ چاء گڑ۔ ظروف گلی شیشہ اور کانچ کی چیزیں وغیرہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایران کے ہندی تاجروں کو اپنے روسی رقیبوں کے ساتھ واجبی اور جائز مقابلہ ہی درپیش نہیں ہے۔ بلکہ روسیوں کو انکی گورنمنٹ بھی تجارتی رعایات کے طور پر بڑی مدد دیتی ہے خصوصاً شکر۔ چاء اور پارچات وغیرہ کی سوداگری میں۔ پس امید ہے کہ ہماری گورنمنٹ بھی اُن تاجروں کے ساتھ جو ہندی ایرانی تجارت (براہ سیستان) کی ترقی میں ساعی ہیں خاص خاص ضروری رعایتیں بھی ملحوظ نہ رکھیگی بلکہ انہیں کچھ اور بھی عملی امداد دینے پر آمادہ ہوگی۔

لیڈی کرزن صاحبہ کے "وکٹوریہ سکالرشپ فنڈ" کی پہلی فہرست شایع ہوگئی ہے۔ اس میں پچاس پچاس ہزار روپیہ مہاراجہ صاحب گوالیار کی والدہ اور رانی کا ہے۔ پانچ پانچہزار مہاراجہ الور کے خاندان کی تین لیڈیوں کا۔ اور ڈھائی ڈھائی ہزار مہاراجہ و مہارانی ٹراونکور کا۔ کل چندہ ہسوقت تک ایک لاکھ ۱۲ ہزار روپیہ ہوا ہے

لاہور کے منٹگمری ہال میں ۱۴ مارچ کو شام کے ۵ بجے ایک جلسہ بصدارت ہز آنر لفٹنٹ گورنر منعقد ہوگا جس میں یادگار قیصرہ کے لئے فراہمی چندہ کے کام کو ترقی دینے سے متعلق غور کیا جائیگا۔

ہفتہ گزشتہ میں طاعون سے کل ۶۳۰۹ موتیں ہوئیں بنگال کے طاعون زدہ اضلاع میں کثرت اموات بڑھی ہوئی ہے ضلع گورداسپور تحصیل شکرگڑھ کے ایک اور چھوٹے سے گاؤں (ترنگڑا) میں بھی طاعون نمودار ہوا ہے اس موضع کی آبادی صرف ۱۶۱ ہے۔ سیٹرا کلاں سے بھی وبا پھوٹنے کی خبر آئی ہے اسکی آبادی ۳۱۴ ہے۔ اک اور بہت ہی چھوٹے سے موضع بدھیال واقع تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ میں بھی وبا جا پہونچی ہے خدا رحم کرے۔ یہ صرف ۷۲ آدمی کی بستی ہے۔

سیکرٹری آف سٹیٹ کی اس تجویز پر کہ جو لوگ پندرہ روپیہ کے طلائی سکہ دپونڈ سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے انکی سہولیت کے لئے ۵۔ ۱۰ اور ۲۔ ۳ روپے کے بھی طلائی سکے جاری کر دیئے جائیں۔ اکثر رائیں مخالف رہیں بلکہ بعض نے تو از راہ نفرت اس تجویز کی تضحیک بھی کی لیکن امپراٹڈیا چیمبر آف کامرس انمیں سے ایک تھی۔ کانپور کمیٹی نے اپنی یہ رائے بیان کی کہ پانچ پانچ روپے کے طلائی سکوں کا رواج پبلک میں نہایت ہر دلعزیز ہوگا۔ مگر ۳۔ ۳ روپیہ کے سکے کمیٹی مذکور کے نزدیک بھی فضول ہونگے۔

اعتناعی اعلان شایع ہونے کو ہے کہ یکم اور ۶ مارچ کے درمیان ضلع ہوشیارپور میں وشنی اور ہولی کے جو میلے ہونے والے ہیں انکو دیکھنے کوئی شخص (طاعون زدہ تحصیل نواشہر ضلع جالندھر سے) رستہ نہ جانے پائے۔

لداخ کی سڑک پر ۲۳ فروری کو دو ہرکارے جو ڈاک کی تھیلے لئے جاتے تھے۔ برف میں دب گئے انمیں سے ایک تو بصد دشواری جان بچاکر گھر آگیا دوسرا غالباً ہلاک ہوگیا مگر اسکی لاش نہیں ملی۔ ڈاک نکال لیگئی۔

قیصرہ کی وفات پر سرحدی ملکوں۔ ملاؤں اور ہر درجہ کے آفریدیوں نے اظہار رنج و غم کیا۔

لورالائی میں ۲۰ فروری کو ہی زور کی برفباری ہوئی ڈھائی فیٹ کی تہ جم گئی۔ برف کے بوجھ سے بہت سی چھتیں ٹوٹ پڑیں۔ لورالائی میں اسقدر شدت کی برفباری آجتک کبھی نہیں ہوئی تھی۔

برہما میں زور کی بارشوں نے کپاس کی فصل کو بڑا نقصان پہونچایا۔ اب پیداوار کا تخمینہ ۲۱۰۷۷ گھٹڑ کیا گیا ہے۔ ۵ من فی گھٹڑ کے حساب سے۔

میجر سٹوارٹ جو سردار ایوب خان کیساتھ پولیٹکل افسر تھے بڑودہ کو قائمقام ریزیڈنٹ ہونگے اور ریزیڈنٹ سابق فیصلہ پشاور ڈویژن کے صاحب سپرنٹنڈنٹ دلشاد بہادر آنریبل سر اے۔ ایف۔ ڈی کنگھم۔ کرنیل ایچ پی پی لی صاحب کو چارج دیکر رخصت پر ولایت جاتے ہیں۔

۳۱ جنوری تک کے دس مہینوں میں گورنمنٹ آف انڈیا کی آمدنی سالگزشتہ کی اسی عرصہ کی آمدنی سے بقدر ۵ کروڑ روپیہ کے زیادہ رہی۔ افیون کی آمدنی میں ایک کروڑ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

پشاور میں ایک ہفتہ (گزشتہ) کے اندر دو فوجی سنتری بندوق کا نشانہ بنائے گئے۔ قاتل گرفتار نہ ہوسکے۔

وانو کے جنوب مشرق میں میر علی خیلوں سے چراگاہ کے متعلق واجبات کی ادائگی نہیں ہوسکی اور قرضہ ادا کرنے سے بھی وہ تاحال انکاری ہیں۔ شاید انکو ہوش میں لانیکے لئے شروع مارچ میں ایک چھوٹا سا تعزیری دستہ بھیجا جائے۔ روانگی سے پہلے انہیں سوچنے کی مہلت دیجائیگی۔

کثیر المقدار آٹا۔ چاول۔ دال۔ نمک۔ گڑ اور چاء ۳۰ جنوری کو ہندوستان سے جنوبی افریقہ بھیجی گئی۔

بمبئی میں یکم جنوری سے ۳۱ مارچ تک کے مصارف قحط کا حساب کیا گیا تو ۳ لاکھ روپیہ کے قریب میزان ہوئی آئندہ سال حسابی کیلئے جو یکم اپریل سے شروع ہوگا ایک کروڑ ۶ لاکھ روپیہ کی مزید رقم اسی مد میں رکھی جائیگی۔

ملکہ معظمہ کی یادگار دہلی میں قایم ہونیکے موقعہ پر صرف پنجاب ہی نہیں بلکہ مدراس بمبئی وغیرہ تمام صوبجات کے

ضروری اعلان

ہماری ہاں بعد وفات جو امداد دیجاتی ہے اسکے حاصل کرنیکا طریقہ بالکل سہل اور محفوظ ہے اور ساتھ ہی کم خرچ بالانشین بھی انگریزی دانوں کی درخواستیں آنی چاہیئں۔ قواعد و ضوابط کے لئے ذیل کے پتہ پر انگریزی میں درخواست کریں:۔

اخبار کا حوالہ ضرور ہو۔

Calcutta Provident Institute
No. 11-3 Harrison Road Calcutta

بقیہ اسلامی خبریں

اہالی شیراز کو شکایت ہی کہ صبح سے شام تک قہوہ خانہ میں یہ تباہ حال ہی کہ لوگ بڑی بیباکی و بے ادبی سے حقہ پیتے ہوئے صحن مسجد تک چلے آتے ہیں یہ شکایت شدہ جناب سلطان العلماء تک بھی پہنچگئی۔ آپنے فوراً حکم دیا کہ قہوہ خانہ وہاں سے ہٹا دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حاجی عماد الشریعت اس مسجد کے امام مقرر ہوئے ہیں اور خود سلطان العلماء ہر روز اسمیں وعظ فرماتے ہیں۔

جریدۂ المعلومات رقمطراز ہے کہ اعلیحضرت امیر المؤمنین کی حسب الحکم عورات کیلئے سخت ممانعت ہوگئی ہو کہ زیب و زینت کی لباس پہنکر گلی کوچوں اور بازاروں میں ہرگز نہ پھرنے پائیں۔

بغداد شریف میں بموجب فرمان سلطانی روضۂ محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی اور کل مقدس مکانات کی مرمت ہوئی ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا مکیہ جو بالکل خراب اور بے مرمت پڑا ہوا تھا حال میں نظام الملک کے حکم سے اسکی تجدید ہو رہی ہے۔

شیخ سنوسی کی نسبت لوگ ابتک یہی سمجھے ہوئے تھے کہ "وہ سلطان المعظم کا طرفدار ہے" مگر المؤید کو حال میں پتہ لگا ہے کہ نہیں بلکہ وہ سلطان کا مخالف ہی اور عساکر عثمانیہ کیطرف سے لوگو نکو بدگمان کرتا ہے۔ ہنوز یہ حال نہیں کھلا کہ اصل وجہ اس اختلاف کی کیا ہی اور اسکا منشا دل کیا ؟۔

افسوس حضور عالیہ جہانپہ بیگم صاحبہ بھوپال کی طبیعت نہایت علیل ہی۔ حال میں جو حکم بنام وزیر صاحب بنابر آگاہی رعایا شایع ہوا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو کسقدر اپنی رعیت کے ساتھ شفقت مادرانہ ہی۔ خدا آپکو صحت دے۔ حکمنامہ کا اسلوب نہایت دردانگیز اور پر اثر ہے جو بغرض ملاحظہ ناظرین درج ذیل کیا جاتا ہی:۔

"وزیر صاحب بہادر ریاست کو معلوم ہو کہ مجھکو قریب ہشت ماہ سے جو مرض ہی اسمیں ابھی تک کمی نہیں اسلئے آپ شہر اور بعضلات میں تو سلان و رعایا برایا وغیرہ کو اسبات کا اعلام کرادیں کہ اس مدت حکمرانی سی و سہ سال میں اگر مجھسے بے جا تا کسی پر جبر و ظلم ہوگیا ہو تو وہ للہ معاف کرے اور میری صحت کیواسطے سب دعا کریں۔ ۲۱ شوال ۱۳۱۸ھ"

اسپر محکمہ وزارت سے حکم ہوا کہ ایک ایک نقل اسکی طلاعاً افسران صدر اور ناظم صاحبان ہر چہار اضلاع اور تحصیلداران کی پاس بھیجی جاوے اور ناظم صاحبان و تحصیلداران کو یہ بھی لکھا جاوے کہ عام رعایا کو بھی مضمون مندرجہ سے مطلع کردیں اور جا بجا چسپاں کرادیں۔ اور مہتمم مساجد کو تحریر ہو کہ تمام مساجد میں دعائے صحت کیلئے انتظام کریں۔ ایک ایک نقل اسکی شہر خاص وغیرہ میں مقامات مناسب پر لگا دی گئی۔ عام کی اطلاع کیلئے چسپاں کیجاوے۔ مجھکو امید قوی ہے کہ ایسی بیبہ کی صحت اور درازی عمر کے لئے تمکی رأفت سے ریاست کی باشندے چہ ہندو چہ مسلمان چہ غریب چہ امیر بالالتزام ہیں وہ بلاتر غیب کے صدق دل سے دعائیں مانگیں گے۔ مرقومہ ۲۲ شوال سنہ ۱۳۱۸ ہجری"۔

افسوس کلکتہ کے مشہور رئیس و ملکالتجار جناب سیٹھ عارف اسمٰعیل جی بھام جی سورتی راندری بتاریخ ۲۱ فروری مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۱۸ ہجری روز پنجشنبہ اس جہانی فانی سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا مغفرت کرے بڑے مخیر اور عالی حوصلہ بزرگ تھے۔ جہاز ریلوی کیلئے ایکہزار پونڈ (۱۵ ہزار روپیہ) حاجی یوسف سلیمان صاحب رئیس بمبئی کی معرفت آپ ہی نے بھجوایا تھا جسکا آجکل اخبارات میں چرچا ہو رہا ہی۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آپنے اور بھی چار لاکھ روپیہ نقد بطور وقف حاجی یوسف محمد سلیمان صاحب کے پاس جمع کرایا ہی جسکی کوئی جائداد خرید کر اسکی آمدنی سے ہر سال مختلف کارہائے خیر میں امداد دیجایا کریگی۔ علاوہ ازیں ایک لاکھ روپیہ کی اور بھی وصیت کر گئے ہیں۔ آپنے اپنی زندگی میں بہت سے نیک کاموں میں حصہ لیا۔ ہزاروں ناداروں محتاجوں اور مستحق مسلمین کی پرورش فرماتے تھے۔ لوگ آپکو کروڑپتیوں میں شمار کرتے ہیں۔ یہ ساری دولت آپنے اپنی قوۂ بازو سے کمائی تھی کاروبار میں بڑے محنتی اور ہوشیار تھے۔ تکبر اور تمکنت آپ میں نام کو نہ تھی۔ شہرت طلبی کا کبھی خیال نہیں کیا۔ بڑے نصیبہ والے تھے ماشاء اللہ ایک بڑا خاندان اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ ڈیڑھ برس سے بیمار تھے۔ نامی گرامی طبیبوں ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ عمر ۷۵ سال تھی۔ قدآور۔ وجیہہ اور توانا آدمی تھے۔ مولیٰ کریم اپنے سایہ مغفرت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ راقم خریدار عرصہ ۲۵ سال۔ حاجی صاحب مرحوم کے وقف کا

تیر بہدف کس غضب کی کہانسی ہی کہ الٰہی تیری پناہ۔ صاحب! پھر آپ چیمبرلینز کف ریمیڈی C.C.R یعنے چیمبرلین صاحب کی دوا کو کہانسی کیوں نہیں استعمال کرتے ! جو اس کالی کہانسی کو شفاء عاجل حاصل ہو۔ کہانسی کی جملہ اقسام کیلئے یہ بہترین دوا ہی مشیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی مال بازار امرتسر سے ملے گی۔

متفرق تازہ خبریں

لندن ۲۲ فروری۔ ہوس آف کامنز میں بیان ہوا کہ سر آرتھر ملنر اگورنر ٹرانسوال کیپ کی تنخواہ گیارہ ہزار پونڈ سالانہ ہوگی۔ "مسٹر سوان امریکن مشنری نے گمارنی کے قریب ہرن کا شکار کھیلتے ہوئے بندوق کا فیر کیا جو اتفاق سے ایک دیسی کے لگی بچارہ ۶۵ گھنٹہ کے اندر مرگیا۔ (لندن ۲۳) "سٹی آف ایوجینز" نام سٹیمر ہانگ کانگ و یوکوہاما سے آرہا تھا۔ رستہ میں ایک پہاڑی سے ٹکر کھائی اور بندرگاہ سان فرانسسکو سے نکلکر بیس منٹ کے اندر اندر ڈوبگیا۔ ۲۴ مسافر۔ ۱۹ افسر ۴۳ ایشیائی مسافر اور کل ۱۲۲ جانیں تلف ہوئیں۔ ۷۹ آدمی بچے۔ کپتان وارڈ جو کان پر تھا وہ بھی جہاز کیساتھ ہی ڈوبگیا اور کئی کشتیاں بھی الٹ گئیں۔ اسوقت کہر بڑی کثرت سے پڑ رہا تھا۔ (۲۴) شاہ عالمپناہ کل روانہ جرمنی ہوگئے۔ (ایضاً) تمام دن کیتھولک گرجوں میں کارڈنل وولگھن کیطرف سے مصنوعی گشتی چٹھی شایع ہوئی کہ شاہ جدید کی تخت نشینی کو حلف میں جو فقرات ناگوار ہیں سب انکو نکلوا دینے کی باضابطہ کوشش کریں۔ (۲۳) جنوبی الجیریا کے مقام تمی مم پر ایکہزار بربروں نے حملہ کیا۔ فرانس کے تیس آدمی مارے گئے جنمیں تین افسر بھی تھے۔ (۲۵) شاہ حبشہ بوجہ مائداری والدہ ماجدہ اپنے آئرلینڈ نہیں تشریف لیجا سکتے امید ہو کہ اگلے سال جائینگے۔ قیصر ولیم آجکل ہیمبرگ میں ہیں (۲۷) مدراس) مسٹر سمول پروفیسر فلاسفی پریزیڈنسی کالج کی بیوی نے مدراس یونیورسٹی کا ایم۔ اے پاس کیا۔ اس سخت امتحان میں کامیاب ہونیوالی یہ سب سے پہلی خاتون ہی۔ (لندن ۲۷) کریٹ کو یونان سے ملحق کردینے اور بین الاقوامی فوجکی جگہ یونانی سپاہ رکھنے سے متعلق پرنس جارج کی تجویز طاقتوں نے نامنظور کی۔ (ایضاً) پے پیسے مشکل سے باعث سپین کی وزارت مستعفی ہوگئی (ایضاً) جرمن مردم شماری کے بموجب اسوقت وہاں کل آبادی ۵۶۳۴۵۰۶۴ ہے پانچسال میں ۴۰ لاکھ کی بیشی ہوئی (ایضاً) آسٹریلیا سے ۳۵ ہزار پونڈ کا سونا اور ہند کو آرہا ہے۔

طاعون (کیپ ٹاؤن میں) لندن ۲۵ فروری۔ کئی کیس اور ایک موت گذروں میں اور ہوئی۔ ۲۶۰ کل ۳۱ وارداتیں ہوچکی ہیں جنمیں ۶ مریض یورپین بھی ہیں۔ ۲۸ منگل کو ۱۳ کیس اور ۳ موتیں اور ہوئیں۔ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہو کہ حفظان صحت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے کیونکہ کمیٹی اس کام میں بے پروائی کرتی ہے (ہندوستان میں) یکم مارچ کو۔ کراچی میں ۴ کیس ۴ موتیں۔ بمبئی میں ۳۲ کیس ۱۶۵ موتیں۔ کلکتہ میں ۷، کیس اور ۶۲ موتیں۔ مہم سومالی۔ ۲۷ فروری۔ ایک ہفتہ میں ۱۱۴ میل دشمن کو ملک میں طے کرکے یہ مہم جسمیں ۵۰۰ جوان ہیں۔ ضربہ باندھ رہی تھی کہ دشمن نے حملہ کیا مگر پسپا کیا گیا۔ برٹش فوج کے ۱۰، آدمی مارے گئے اور غنیم کے ۱۵۰۔ اب ہماری فوج مقام آفیفیڈیو کو لوٹ گئی ہو۔ (ایضاً) آفیفیڈیو سے نامہ نگار ریوٹر خبر دیتا ہو کہ سوالیوں نے

محاربہ چین

لندن۔ ۲۲ فروری۔ لارڈ جارج ہملٹن نے ایک سوال کو جواب میں کہا کہ گورنمنٹ کو معلوم ہوا ہو کہ کونٹ والڈرسی کے اعلان کے بموجب شاید عنقریب وسیع تر فوجی کارروائی کی ضرورت پڑی۔ ۲۳۔ چین نے دول عظام کے مطالبات منظور کرلئے لہذا مارشل والڈرسی کی مجوزہ مہم فی الحال ملتوی رہی "پیکین شان رکیکیوان ریلوے" برٹش قبضہ میں منتقل ہوگئی ہی۔ ۲۸ تاریخ تک پورا قبضہ ہوجائیگا۔ یہ ریلوے عارضی طور پر تین (برٹش۔ جرمن اور جاپانی) ڈائرکٹروں کے چارج میں رہیگی۔ ۲۴۔ پاؤٹنگفیو کے مغرب میں ۲۱ تاریخ کو کئی سو چینی سپاہ نے ۵۰ جرمنوں پر حملہ کیا۔ مگر سخت جنگ کے بعد آخر پسپا کئے گئے۔ چینی دو سو اور جرمن ۸ مقتول ہوئے۔ (ایضاً) بقول مراسلات پیکین مطبوعہ اخبارات یورپ ایک چینی فرمان مصدرہ حال کی رو سے سرغنوں کی تاریخ قصاص ۲۴ ماہ رواں مقرر ہوئی ہی۔ ۲۵ کونٹ والڈرسی رپورٹ کرتی ہیں کہ ۳ ہزار باقاعدہ چینی فوج نے پاؤٹنگفیو کے مغرب میں حملہ کیا اور ایک اور دستہ اسی وقت درۂ انسولنگ میں جرمنوں کے برسر مقابلہ آیا۔ ۲۷۔ (چیاہ سن) اور (سو چنگ یو) نام چینی سرغنوں کو پیکین میں کل دس ہزار مخلوق کے سامنے پھانسی دیگئی۔ سفارتوں کے ممبر موجود تھے۔ مگر دول عظام کے فوجی قائمقام بکثرت تھے (ایضاً) کلکتہ کی تار خبر مظہر ہی کہ دیسی افواج مقیمہ چین میں ۱۵ موتیں بیماری سے ہوئیں۔ مہم چین کی فوجی شاف میں بہت کچھ تغیرات ہوئے ہیں۔ یکم مارچ۔ شان رکیکیوان ریلوے کا انتقال قبضہ مکمل ہوگیا۔ لائن پر دو سو سنگی دٹ کھسوٹ کے قصے مبالغہ آمیز بیان کئے جاتے ہیں۔ اسبات کی سرکاری طور پر تردید ہوئی ہی کہ نمرود سونڈ میں اٹلی کو ملک گیری کا خیال ہی

چیمبرلینز کالک لا اینڈ ڈائرھیا ریمیڈی (C.C.C. & D. Remedy) یعنے چیمبرلین صاحب کی دوائی قوی کینے و ہیضہ و اسہال سان امراض کیلئے اکسیر حکم رکھتی ہی حکمی و شرطیہ شفا بخشتی ہے۔ ہیضہ سے ہر ہر دو کر سکتی ہیں۔ بعد کی تکلیف سوء ہضمی وغیرہ وغیرہ سے فوراً نجات چاہتے ہو تو جب ضرورت ہو اسکا استعمال کرو۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی مال بازار امرتسر سے ملیگی

سنجر صاحب شاعر ایرانی جو حال جناب نواب صاحب رامپور کی قدردانی سے بشاشہ رکھتے تھے ملازم ریاست ہوئے۔ آپکا تعلق سررشتہ تعلیم سے نہیں بلکہ خاص حضور پر نور کی شان سے ہے۔ تنخواہ البتہ سررشتہ مذکور سے ملا کریگی۔ امید ہو کہ اب سنجر صاحب ترجمہ تاریخ عینی کو اطمینان و فراغت سے مکمل کر

محاربۂ ٹرانسوال

لنڈن۔ ۲۱۔ فروری۔ پچھلے پانچ دن سے جنرل فرنچ کی کچھ خیر خبر نہیں آئی۔ کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ مگر قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بویروں کے متفرق دستوں کو توجنرل موصوف کی صفیں چیر کر نکلنا ہی نہیں کامیابی حاصل ہوگئی لیکن غنیم کی بڑی جمعیت جسمیں چار ہزار جوان ہیں ابھی مقابلہ پر ڈٹی ہوئی ہے۔ اور جنرل فرنچ اسکو پیچھے کیطرف ہٹا رہے ہونگے۔

۲۲ فروری۔ کلپ ریور کے قریب بویروں نے ایک پل برباد کر دیا۔ اور سامان رسد سے بھری ہوئی ایک ٹرین بھی گرفتار کر لی۔ اس ٹرین میں سے جو کچھ اُنسے بآسانی ہو سکا سب لوٹ کھسوٹ کر لیگئے اور پھر ٹرین پر فیر کر کے کوچ بولدیا۔ (بوئر جنرل) بوتھا کی فوج کا ایک بھگوڑا بیان کرتا ہے کہ بوتھا نے اپنے سپاہیوں سے یہ کہا تھا کہ تم ہرگز ہرگز اطاعت قبول نہ کرنا۔ لیکن بکہ یونکو گرفتار کر کے پکڑے لئے چلے جا رہے ہیں۔ ادھر کارتوس ختم ہونے پر ہیں۔ یہی دو ہمارے سہارے تھے پھر ہم تو اب لڑیں کس بل بوتے پر؟" بوتھا بولا کہ "اچھا کچھ پرواہ نہیں خدا اور دیگا"۔

ایضاً۔ ڈیوٹ اب اوپنج ریور کے قریب ہے۔ وہ گریکوالینڈ مغربی کیجانب جاتا نظر آتا ہے۔ کرنیل پلومر اسکی تعاقب میں ہیں۔ لارڈ کچنر مقام کارکسڈورپ سے تار خبر دیتے ہیں کہ مقام ہارٹ بیسٹ فونٹین پر جنرل میتھون نے بویروں کی ایکہزار چار سو جمعیت کو ایک مستحکم مورچہ سے مار ہٹایا۔ اس مقابلہ میں ہمارے تو فقط ۵۱ ہی آدمیوں کا نقصان ہوا جنمیں تین افسر بھی مارے گئے مگر بویروں کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ حملہ آوران کیپ کالونی اب ہر جگہ جانب شمال ہٹتے جاتے ہیں۔ ڈیوٹ اور سٹین نے ۱۴ جنوری کو ایک اعلان شائع کیا جسمیں برٹش پر وحشیانہ مظالم کے الزامات لگائے گئے۔ اور یہ بھی جتایا تھا کہ بویروں کی جمعیت اب بھی باقاعدہ فوج کی صورت میں ہے جسکے ایک حصہ نے انتقام لینے کی غرض سے کیپ کالونی پر چڑھائی کی ہے۔ کیپ کالونی میں داخل ہونیسے ابتک ڈیوٹ کا یہ نقصان ہوا ہے۔ کہ تین آدمی تو ہلاک ہوئے اور ساٹھ اسیر۔ اور سو گاڑیوں میں سے ساٹھ کے قریب گاڑیاں ضائع ہوئی ہیں۔ اور بہت سے آدمی بھاگ بھی گئے ہیں کینیڈا کے دو ہزار آدمیوں نے سوتھا افریقن کونسٹیبلری یعنے بیڈن پاول کی جنوبی افریقن پولیس میں شامل ہونیکی درخواست کی ہے۔

۲۳۔ فروری۔ ایک برٹش افسر نے جو غنیم کی قید سے رہا ہو کر آیا ہے بیان کیا کہ ڈیوٹ ابھی تک مغرب کیطرف نکلا چلا جا رہا ہے۔ تاکہ ہر ٹزوگ کی لشکر سے جا ملے جو کالونی سے تازہ گھوڑے جمع کر کے جنوب سے آرہا ہے۔ بویر جمعیت کی نسبت مسٹر براڈرک نے کہا کہ اندازاً ۲۱ لاکھ بویر اب بھی میدانِ جنگ میں ہیں۔ اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہماری قید میں۔

ایضاً۔ سر ایم ہکس بیچ نے دارالعوام (ہوس آف کامنز) میں کہا کہ ابتک اس جنگ پر ۱۲ کروڑ ۱۵ لاکھ پونڈ یعنے ایک ارب ۲۲ کروڑ ۲۵ لاکھ روپیہ تو خرچ ہو چکا ہے اور ۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ (۱ کروڑ ۸ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ) ہفتہ وار اب اٹھ رہا ہے۔ جنوری کے مہینہ میں بویروں کا نقصان ایکہزار ہوا جنمیں دو سو مقتول بھی شامل ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ڈیوٹ نے ایک برٹش افسر کو اس خطا پر کوڑوں سے پٹوایا کہ اُس نے قیدیوں کو ساتھ دشمن کی پہلو کی پر اعتراض کیا تھا۔ اب ڈیوٹ پریسکا کیطرف کوچ کر رہا ہے۔ جہاں وہ ہر ٹزوگ کا انتظار کریگا۔ جو ایکہزار بوری لیکر آرہا ہے۔ بعد اسکے یہ لوگ کیپ کالونی میں اور آگے کو بڑھیں گے۔

۲۴۔ فروری۔ تین سو بویروں نے ۲۰ تاریخ کو ہیڈلبرگ کے قریب ایک ڈاک گاڑی روک لی۔ ایک افسر اور پانچ سپاہی زخمی کئے۔ اتنے میں کمک پہنچگئی۔ اور دشمن بھگا دیا گیا۔ اخبار ویکلی ڈسپیچ بیان کرتا ہے کہ یہاں (ولایت میں) کینٹ کونسل کا ایک اجلاس ہوا جسمیں اس معاملہ پر غور کیا گیا کہ:۔ لارڈ کچنر کے پاس سے ایک پیغام تار بدیں مضمون پہنچا ہے کہ جنرل بوتھا نے درخواست کی ہے کہ گفتگوئے مصالحت کیلئے ایک میٹنگ منعقد کیجائے کیونکہ کل بویر ہتھیار ڈالنے کو تیار ہیں۔ مقام فرش ریور پر کراڈک کے شمال میں ہمارے چالیس قلعہ نشین سپاہیوں نے بویروں کو آگے ہتھیار ڈالنے سے انکار کیا حالانکہ انکی جمعیت چار سو تھی۔ کشمکش ہو ہی رہی تھی کہ مسلح ٹرین کمک کو آن پہنچی اور بویر پسپا ہو گئے۔ ہمیں ہمارے دو سپاہی زخمی ہوئے اور ایک افسر۔ وہی اخبار (ڈیسپیچ) یہ بھی بیان کرتا ہے کہ سینٹ ہلینا میں جتنے فرنچ روسی اور جرمن قیدی ہیں سب چھوڑ دیئے جائینگے۔

۲۵ فروری۔ لارڈ کچنر مقام کارکسڈورپ سے تار خبر دیتے ہیں کہ کرنیل پلومر کی رپورٹ کی بموجب ۲۳ تاریخ کو کرنیل اوون نے ڈیوٹ کا یہ یہ سامان گرفتار کیا ہے۔ ایک توہ اپونڈ کا گولہ پھینکنیوالی بڑی توپ۔ ایک پوم پوم توپخانہ۔ چند چوپائے۔ اور اسکے پچاس آدمی بھی پکڑے۔ دشمن کی جمعیت تتر بتر ہو کر بھاگ رہی ہے۔ اور برٹش افواج قاہرہ بڑے زور شور سے انکا تعاقب کر رہی ہیں۔ کینیک حملہ کرنیکا جو منصوبہ ڈیوٹ نے گانٹھا تھا اسمیں اسکو پوری پوری ناکامی حاصل ہوئی۔ جنرل فرنچ نے ۲۲ ماہ حال کو مقام پیٹری ٹیف سے اطلاع دی کہ پانچہزار بویر بڑی جلدی سے پسپا ہو رہے ہیں۔ ہماری نقل و حرکت میں بڑا ہرج ڈال رکھا ہے۔ ریوٹر کا وقایع نگار متعینہ کیپ ٹاؤن لکھتا ہے کہ کرنیل اوون کا مقابلہ اوپنج ریور کے جنوبی کنارہ پر مقام ڈس سلفونٹین کے قریب ہوا تھا۔ جسمیں کہا جاتا ہے کہ ڈیوٹ کشتی میں بیٹھ جان بچا کر نکلگیا۔ اور دریا پار اپنی گشتی کے چند آدمیوں کو لئے بھاگ رہا ہے۔ جنرل فرنچ کہتے ہیں کہ ۱۶ تاریخ کو ہمارے دستہ نے دشمن کے ۲۷ آدمی ہلاک کئے اور ۲۳۹ مجروح۔ انہی مجروحوں میں وہ بھی شامل ہیں جو اسیر ہوئے یا جنہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اور ایک ۱۵ پونڈر توپ۔ ۴۶۲ رائفلیں ایک لاکھ ساٹھ ہزار کارتوس ۳۵۷ گھوڑے ۲۲۲۳۰ مویشی ۵۵۴۰۰ بھیڑیں۔ اور ایکہزار بردار بار برداری کی گاڑیاں بھی۔ اور ہمارا نقصان کلہم یہ ہوا کہ ۵ افسر ۱۴ سپاہی مقتول اور ۴ افسر ۱۰۸ سپاہی مجروح۔

ایضاً۔ مقام ڈس سلفونٹین جہاں کرنیل اوون کا دشمن سے مقابلہ ہوا تھا ہوپٹاؤن سے نو میل شمال مغرب کو واقع ہے۔ شکست پانیسے پہلے دشمن نے جان توڑ کوشش کی کہ دریائے اوپنج جو اسوقت چڑھاؤ پر تھا اسکیطرف کو ہو کے بچ نکلے۔ کہا جاتا ہے کہ کسانوں نے بھگوڑوں کو کشتیاں بہم پہنچا دی تھیں۔

۲۶۔ فروری۔ کرنیل پارسنس نے ولوسور کے قریب ایک مورچہ پر سے بویر اسٹک ہوسومہ "شیرز کمانڈ" پر گولہ باری کی۔ اس مقابلہ میں ہمارے ۷ آدمی مارے گئے۔ مسٹر براڈرک نے ہوس آف کامنز میں شاہی ایڈریس کے متعلق بحث کرتے ہوئے یہ کہا کہ جنوبی افریقہ میں چونکہ لڑائی کا رنگ ڈھنگ ہی نرالا تھا اسواسطے جو کچھ تباہی و بربادی ہوئی اور خصوصاً نکلسٹرنیک کا معاملہ اسکو واقعات کی نسبت کوئی قطعی رائے قایم کرنا ذرا مشکل ہے۔ بیس کیسوں میں تحقیقاتیں بھی ہوئیں افسر موقوف بھی کئے گئے۔ رٹائر بھی ہوئے۔ اور بعض دیگروں کو سزائیں بھی ملیں۔ نٹال میں بہت سی ناکامیاں ہوئیں لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ان واقعات کے شائع کر دینے میں ہمارا کوئی فوجی فائدہ ہوگا جبکہ پوری پوری تحقیقات ابھی ہونی رہتی ہے۔ جسکی نسبت گورنمنٹ نے خود ہی کرنیکا اقرار کیا ہوا ہے۔ آخر میں آپنے فرمایا کہ دار آفس کا یہ قطعی منشا ہے کہ ذمہ دار فوجی افسر جو غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہوں اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنے سے بچنے نہ پائیں۔ اور ساتھ ہی دوسری طرف یہ بھی فیصلہ کیا ہوا ہے کہ جو مستحق ہیں انہیں انکی وفاداری و جانبازی کا فراخدلی سے صلہ دیا جائے۔

ایضاً۔ اوپنج ریور بوجہ طغیانی ناقابل گزر ہو رہا ہے ڈیوٹ اور سٹین کو اسپر سے عبور کرنے میں ناکامی ہوئی۔ اسیواسطے انہیں پلٹ کر جانب مغرب واپس ہونا پڑا۔ وہ اوپنج ریور سٹیشن کے جنوب کیطرف دوبارہ ریلوے لائن کو عبور کرتے ہوئے گئے۔ برٹش سپاہ اوپنج سٹیشن سے نورد ایسٹ تک نالے بندیاں کر کے بویروں کو زغہ کر رہی ہے۔ بوتھا سمیت دو ہزار بویروں کے جنرل فرنچ سے بچکر کہاٹی پوٹ کیطرف نکلگیا ہے۔

۲۷۔ فروری۔ بعد کی خبر سے معلوم ہوا کہ ڈیوٹ پلٹ کر جو واپس ہوا ہے مغرب کیطرف نہیں بلکہ مشرق کیجانب

طبیب کی ہدایت۔ اگر آپکے بچہ کو کالی کھانسی نے دبق کر رکھا ہے اور شب کو اور بھی زیادہ تکلیف دیتی ہے۔ یعنے کھانسی کہا ہے بچہ بیچارہ دم توڑ توڑ دیتا ہے اور گلا بیٹھ جاتا ہے تو اسکو فی الفور چیمبرلین صاحب کی کف ریمیڈی Co's Cough Remedy دو۔ اس سے کھانسی کا بار بار اٹھنا اور شدت تکلیف کم ہو جائیگی سانس بھی سہولت سے آنے لگیگا۔ اور پھر جلدی ہی مریض بالکل جانا رہیگا کالی کھانسی میں بے کھٹکے یہ دوا دیدو۔ شربت آرام ہوگا۔ مشیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی مال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

کھانسی۔ زکام۔ انفلوئنزا۔ وغیرہ کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکنے میں چیمبرلین صاحب کی کف ریمیڈی Co's Cough Remedy نے چار دانگ عالم میں بڑی ہی شہرت پائی ہے۔ ضرورت ہو تو آپ بھی آزمائش کر دیکھیں۔ مشیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی مال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

انگلینڈ میں زہر خورانی کی ایک اور واردات

(اور اُس کے متعلق عجیب انکشاف)

اخبار "نارتھ ڈربی شائر اڈورٹائزر" کے پاس حال میں جو ایک رپورٹ پہونچی اس میں ایک عجیب واردات زہر خورانی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس واقعہ کے تفصیلی حالات بڑے معتبر ذرائع سے پایۂ تصدیق کو پہونچے ہیں۔ یہ تھمسن کا ٹیچ بزس کراف شہید فیلڈ واقع انگلینڈ" وہ جگہ ہے جہاں مسز ایچ دیاٹ رہتی ہے۔ یہ خاتون علاقہ بھر میں مشہور و معروف ہے اور ہر درجہ و ہر طبقہ کے لوگ اسکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ یہ بی بی ہمیشہ مصروف کار رہتی ہے کیونکہ علاوہ اپنے کار ہائے خانگی کے اسکو اپنے متوفی خاوند کے کام کی نگرانی بھی کرنی پڑتی ہے۔ جنمیں علم کیمیا سے متعلق بھی قسمتی کاروبار ہوا ہے۔ مسز ویاٹ بھی ہو تو عورت ذات ہے مگر کام کے لحاظ سے دو مردوں سے زیادہ سمجھدار تجربہ کار اور حوصلہ والی ہے کہ ایسے نازک کام کو نہایت کامیابی کے ساتھ نباہتی ہے۔

رپورٹر جب اس عورت کے پاس بغرض دریافت حال گیا اور اس سے پوچھ گچھ کرنے لگا تو وہ بولی کہ:۔

"اپنے خاوند کی بیماری سے پہلے پہلے تو میری صحت نہایت اچھی رہتی مگر جب مدتوں۔ اللہ بخشے اوس مرنے والے کی تیمارداری کرنی پڑی۔ اور شب و روز میں اسکے غم میں گھلتی رہتی۔ تب سے البتہ میری صحت میں فرق آگیا۔ مگر یہ نہیں کہ رنج و رنج کے میری حالت ردی ہوگئی ہو۔ نہیں بلکہ جیسے کسی کو زہر چڑھ جاتا ہے یکایک میرے دونوں ہاتھوں پر فالج گرا۔ آن کی آن میں میری جان سی نکل گئی۔ بدن کی طاقت بالکل سلب ہوگئی۔ کلائیاں اور پہونچے یکلخت بیکار ہوگئے۔ انگلیاں اور انگوٹھے اینٹھ کر ہتھیلی سے آن لگے گویا ہاتھوں کے مٹھ بندھ گئے۔ میں اسی وقت ڈاکٹر کو بلوایا۔ ڈاکٹروں میں سے ایک نے یہ تشخیص کی کہ "تمکو سیسہ کا زہر چڑھ گیا ہے"۔ چونکہ میری عادت تھی کہ روزمرہ بلاناغہ صبح کو تازہ پانی کا ایک گلاس پیا کرتی تھی اوس حوضہ میں سے لیکر جہاں سے میرے غسلخانہ میں پانی آتا ہے اسواسطے ڈاکٹر نے یہ رائے قایم کی "تمہاری آجکل کی تھکی ماندی حالت اور اس عادت کی وجہ سے تمکو یہ بیماری لگی ہے"۔ میں گھر کا کچھ بھی کام کاج نہ کر سکتی تھی اور بجائے اسکے کہ اپنے بچوں کی سار سنبھال کر سکوں۔ اور الٹی خود میری خدمت بچاری بچوں کو کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ گھر کا ہر ایک دھندا بھی وہی کرتے تھے۔ اور میری نہایت خدمت بھی۔ ڈاکٹر صاحب بہتیرا مجھ سے کہتے کہ "میڈم! تم اپنے ہاتھ ہلانے جلانے کی کوشش تو کرو۔ دیکھو شاید کچھ افاقہ ہوگیا ہو"۔ چنانچہ میں ہر چند چاہتی کہ ہاتھوں کو حرکت دوں۔ مگر صاحب! حرکت کیسی؟ وہ تو بالکل بیحس تھے۔ انمیں بل بوتا نام کو نہ تھا۔ وہ کام تو جب دیتے جب انمیں کچھ بھی دم و درد ہوتا۔ نتیجہ یہ کہ میں بہتیری جد و جہد کرتی اور جب کچھ بھی بس نہ چلتا تو دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر ہار کے ناچار و مایوس ہو کے بیٹھ رہتی"۔

رپورٹر نے پوچھا:۔ "مگر اب تو تم بالکل تندرست معلوم ہوتی ہو۔ یہ کیا بات ہے؟ ایسی خطرناک اور مایوسی بخش بیماری سے آخر شفا کیونکر ہوئی؟"

مسز ویاٹ نے مٹھی بند کر کے۔ پھر کھول کے۔ پھر بڑی پھرتی سے ہاتھ مٹکا کے اور انہیں ہر طرف خوبی طرح حرکت دیکر کہا کہ "ہاں دیکھو اب میں خاصی بھلی چنگی ہوں۔ گویا کہ میرے ہاتھوں کو کبھی کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ لیکن صاحب! اگر اب خدا کے فضل سے وہ ناشدنی بیماری کالعدم ہو گئی ہے اور میرے کسی عضو کو اسکے اثر آثار تک نہیں پائے جاتے۔ شکر ہے اس شافی مطلق کا! مگر جب وہ وقت یاد آتا ہے تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ توبہ ہے توبہ ہے یا الٰہی دشمن کو بھی ایسا آزار نہ دیجو کہ آدمی خاصہ جیتا جاگتا ہو اور پھر مردوں سے بدتر۔ بالکل بے بس اور لاچار۔ یعنی آپ یہ خیال کر لیجئے کہ پانچ مہینے کامل میری یہی حالت رہی"۔

رپورٹر نے "یہ تو خیر میں نے سنا اور سمجھا مگر میرا مطلب تو کھلا ہی نہیں کہ آرام کس چیز سے ہوا؟"

مسز ویاٹ۔ "ایلو۔ سچ مجھے اپنا دکھڑا رونے میں کچھ دھیان ہی نہ رہا کہ آپکا سوال کیا تھا اور مجھے بتانا کیا چاہیئے"۔ ہاں تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایکدن کوئی شخص ہمارے دروازہ میں چھپا ہوا ایک پمفلٹ پھینک گیا۔ بچوں میں سے کسی نے اسکو اٹھا لیا اور ہوتے ہوتے آخر وہ مجھ تک پہونچا۔ میں جو اسے پڑھنے لگی تو دیکھتی کیا ہوں کہ یہاں اور بہت سی باتیں اسمیں لکھی ہیں وہاں ساتھ ہی ایک جگہ یہ تذکرہ بھی ہے کہ فلاں فلاں شخص کو اس طرح فالج مار گیا تھا۔ اسکے ایک طرف کے تمام اعضاء بیکار ہو گئے تھے اور اس فالج کے گرنے سے اس بچارہ کی یہاں تک بری حالت ہو گئی تھی کہ سیڑھیوں پر سے اترنے چڑھنے کی بھی سکت نہ رہی تھی اوپر والے ہی اسکو بڑی مصیبت سے اتارتے چڑھاتے تھے۔ خیر غرض یہ کچھ اسکی کیفیت تھی جسے میں سمجھتی ہوں کہ میری حالت سے اسکی وہ حالت بالکل مشابہ تھی۔ علاج معالجہ میں سب طرح سے اسکو مایوسی ہو گئی تھی اور آخر شفا ہوئی تو کاہے سے؟ ڈاکٹر ولیم کی پنک پلز سے۔ جنکی اس نے سب سے اخیر آزمائش کی۔ پس مجھے یہ تذکرہ پڑھکر خیال آیا کہ جب اس شخص کو ان گولیوں نے اچھا کر دیا تو کچھ عجب نہیں جو میرے ہاتھوں کو بھی فائدہ معلوم ہوا تو پینے اور مکس منگوا لئے اور برابر ان گولیوں کا استعمال کئے گئی۔ خدا کی شان کے قربان جائے میں ابھی تیسرا ہی مکس ختم کرنے پائی تھی کہ میرا بایاں ہاتھ خاصہ کام دینے لگ گیا۔ اور ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد یعنی اتوار کی رات کو میرا سیدھا (دایاں) ہاتھ بھی ویسا کا ویسا ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا۔ میں برابر وہ گولیاں کھاتی رہی اور جب آٹھ مکس کھا چکی تو پینے یہ سوچکر کہ اب مجھے بالکل آرام ہو گیا ہے انکا استعمال چھوڑ دیا۔ بعد اسکے میں اللہ کی عنایت سے بالکل اچھی رہی ہوں۔ آجتک ایکبار بھی اس موذی مرض نے عود نہیں کیا۔ یہ تین سال کی بات ہے اور اسوقت سے میں کبھی کبھی یعنی جب ذرا طبیعت خراب ہوئی۔ ایک گولی کھا لیتی ہوں۔ میرے شفا پانے پر ڈاکٹروں نے مجھے مبارکباد دی کہ صاحبہ تم خوش قسمت تھیں جو ایسی نادر دوا تمہارے ہاتھ لگ گئی اور اس نے تمکو اچھا کر دیا ورنہ ان خطرناک بیماریوں سے چھٹکارا محال ہوتا ہے"۔ مسز ویاٹ نے یہ بھی کہا کہ "اب یہ گولیاں بارہ مہینے ہمارے گھر میں رہتی ہیں۔ کیونکہ بڑے بوڑھوں سے لگا کر بال بچے تک سب ہی کو ان سے فائدہ ہوا ہے۔ باہر یعنی اپنی ہمسائی سہیلیوں میں بھی میں یہ گولیاں بانٹتی۔ چنانچہ آدھا بکس اس ہمسائی کو بھی دیا تھا جو "تیولنز" میں کام کرتی ہے۔ اس بچاری کو شانہ میں کچھ وجع مفاصل کی سی شکایت رہتی تھی۔ جو ان گولیوں کے استعمال سے بالکل دور ہو گئی۔ یہ گولیاں سہل تو نہیں ہیں مگر پھر بھی اپنی ہر عجیب و غریب خاصیت سے جو انمیں خون صالح پیدا کرنے اور اسکو بالیدگی بخشنے کی ہے۔ نظام جسمانی کو ہر قسم کی زہریلی تاثیرات سے محفوظ رکھنے اور انکو دفع کرنے میں اور تمام دواؤں کی بہ نسبت جہانتک ہمیں معلوم ہیں بڑھ چڑھکر ہیں مسز ویاٹ کا نظام جسمانی بگڑ کر پھر بعد اسکے فالج کیحالت پیدا ہو گئی تھی جسمیں انسانکی طاقت زایل ہو جاتی ہے اور جس عضو پر یہ کمبخت گرتی اسمیں حس و حرکت تک نہیں رہتی۔ مگر "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فور پیل پیپل" نے بہتیرے ایسے ایسے مریضوں کو بھی شفا بخشی ہے جنہیں اول عمر سے خود فالج کی ہی شکایت تھی اور وہ بھی پرلے درجہ کی خطرناک۔ اور دیگر عصبی امراض جو اتنے زیادہ شدید نہیں ہوتے جیسے نقرہ صرع (مرگی) درد اعصاب وغیرہ وغیرہ ان بیماریوں کو تو اس دوا نے اور بھی زیادہ کثیر موقعوں پر بشرطیہ شفا کلی بخشی ہے۔ یہ گولیاں ان تمام امراض کو بھی دور کرتی ہیں جو کمزوری اعصاب سے۔ بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے یا گرم ممالک میں رہنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً امراض جگر ملیریا کے بخار یا بخار کی دیگر اقسام کے بعد کا اثر صدر لکوریا۔ مرگی (جنمیں سے اخیر تو معمولی ادویہ سے کبھی جاتی ہی نہیں) عرق النساء۔ رعشہ۔ امراض نخاع درد عصبی۔ امراض قلب اور وہ بیماریاں جو خون کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً انیمیا۔ دق۔ وجع مفاصل بدہضمی۔ دم پھولنا۔ اختناق الرحم۔ زنانہ امراض۔ چہرہ کی زردی اور دبلاپن۔ یہ گولیاں (جو مرد عورت دونو کیلئے یکساں مفید پڑتی ہیں) دو انچ لمبے اور روپیہ برابر گول بکسوں میں فروخت ہوتی ہیں۔ اوپر باہر کو گلابی کاغذ لگا ہوتا ہے جسپر پورا نام (سات الفاظ) "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فور پیل پیپل" لکھا ہوتا ہے۔ دو روپیہ فی ڈبیہ کے حساب سے فروخت ہوتی ہیں۔ ہندوستان۔ برہما۔ اور لنکا کے تمام باناروں میں دوافروشوں کی دوکانوں سے مل سکتی ہیں۔ ڈاکٹر ولیمز میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ دموور رتنسی، ۲۰ کالبا دیوی روڈ بمبئی و نمبر ۵ کینگ سٹریٹ کلکتہ میں۔ انکے بجائے اور دواخواہ کھلی یا بند بکتی ہو بالکل نکمی ہے۔

حجاز ریلوے کے واسطے ہمارا چندہ

غازہ کھیہ کے ہم رنگ ہے سیاہی میں

ولایتی سُرمہ

آنکھوں میں لگاؤ آنکھوں سے لے کر ولایتی سُرمہ

نور بصارت کو جلا بخشنے والا ۔ ضعف نظر کو رفع کرنے والا ۔ فرح بخش ٹھنڈک دینے والا

ولایتی سُرمہ

امراض چشم کو کھونے والا اور آنکھوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھنے والا

ولایتی سُرمہ

یہ مسلمہ امر ہے کہ **ولایتی سُرمہ** سے بڑھکر آجتک کوئی سرمہ ایجاد نہیں ہوا۔ ہر فرقہ و ہر طبقہ کے ہزاروں ڈاکٹر۔ حکماء۔ معززین فیصلہ کر چکے ہیں کہ اسکا دوسرا نظیر نہیں۔ القصہ مختصر ہمنے اس سرمہ کی ایک ہزار شیشی کی آدھی بکری **حجاز ریلوے** میں بطور چندہ دیدی ہے اور ایک ہزار شیشیاں جنکی قیمت فیشیشی صرف ایک روپیہ ہے بتحویل مولوی غلام محمد صاحب مالک و اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر کردی ہیں۔ بہت جلد ولایتی سُرمہ طلب فرماکر ثواب دارین حاصل کریں ✤ نیاز آگین ڈاکٹر **محمد امام الدین**

(مفصل اشتہار جسمیں صدہا سندات ہیں سرمہ کی ہمراہ ارسال کیا جاتا ہے) ✤

حجاز ریلوے کے چندہ کے متعلق

ولایتی سُرمہ مولوی غلام محمد مختار مالک و ایڈیٹر اخبار **وکیل امرتسر** سے طلب کریں

دیکھئے تازہ شہادت

جناب مدبّر الملک خان بہادر سردار محمد عبد الغفور خان صاحب

سشن جج و ممبر کونسل ریاست فرید کوٹ

آپ کا ولایتی سُرمہ ضعف بصر کے واسطے نہایت مفید ہے۔ ایک ضعیفہ عورت جسکو غایت درجہ کا ضعف بصر تھا بہت ہی فایدہ پہنچا۔ میں عام لوگوں کو اس سُرمہ کے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ اس سرمہ کو اگر کحل الجواہر کہا جاوے تو بجا ہے اور اگر نسخہ نور بصارت کا نام کہا جاوے تو روا ہے۔ ولایتی سرمہ میں خود بہی گاہے بگاہے بطور حفظ ماتقدم استعمال کرتا ہوں ✤

مردی کا نسخہ

مرض نامردی جو بچپن کی خرابیوں ایام جوانی کی بے اعتدالیوں یا ضعف جگر و معدہ وغیرہ سے ہو کر جو لوگ دنیا کے کل علاجوں سے مایوس ہو چکے ہوں وہ مردمی کا بکس استعمال کریں۔ اس بکس میں ادویہ ذیل داخلی و خارجی علاج کی ہونگی

(۱) روح حیات دو بوتل یا بخروپئے (صہ ۱) اور روغن دافعہ سستی ایک شیشی للعہ

مادر زاد نامردی کے سوائے خواہ کسی قسم کی رگوں پٹھوں کی سستی و کمزوری وغیرہ کیوں نہ ہو مذکورہ بالا ادویات کے استعمال سے دور ہونے کے علاوہ عالم شباب کی عیاشی یا پیرانہ سالی سے جو ضعف قوائے انسان کو گوشۂ مفارقت میں بٹھا دیتا ہے یہ مسیحا صفت ادویات اپنی طلسم اثر طاقت سے فی الفور زائل شدہ قوتوں کو واپس لاتی ہیں اور یہ طاقت ایسی نہیں کہ دیگر ادویات کی طرح عارضی ہو بلکہ دائمی ہے۔ مفصل تعریف ان ادویات کی رسالہ مشکلکشا میں درج ہے

نوٹ:- مذکورہ بالا ادویات کے استعمال سے اگر کسیقدر بیماری باقی رہ جاوے تو ازالہ مرض کیواسطے اور دوائی دیجاویگی

خریداروں سے شرط

شفاخانہ اپنی ادویات کے شرطیہ نتائج و مجربہ فوائد کے بھروسہ پر خریداروں سے شرط کرتا ہے کہ اگر ہماری ادویات کے استعمال سے خدانخواستہ کوئی شکایت باقی رہ جاوے تو ازالہ مرض کیواسطے اور دوائی بلا قیمت دینگے +

ہر ایک بیماری کا علاج ٹھیکہ پر بھی کیا جاتا ہے

مفت مفت!! مفت

ارسالہ مشکلکشا جنتری سنہ ۱۹۰۱ء

رسالہ مشکلکشا جسمیں ہر ایک بیماری کی تشخیص و ہدایات۔ ایام جوانی کی غلط کاریوں کے نتائج صحبت بد کا اثر اور مفصل فہرست ادویہ شفاخانہ عام لاہور مع سندات درج ہیں اور جنتری سنہ ۱۹۰۱ء جو کارآمد معلومات کا ذخیرہ ہے ۶ پائی کا ٹکٹ آنے پر مفت نذر +

جنون و ہیجان

ان بے نظیر گولیوں کی دو سے ہسٹیریا کی تشنج کی ایک ہی شیشی کے استعمال سے چوبیس گھنٹے میں پیشاب کی جلن۔ درد ایک ہی ہفتہ میں دور ہو جاتے ہیں +

جنون و صرع

کسی قسم کی مرگی کی دوا سے ایک ہی شیشی کے استعمال سے چوبیس گھنٹے میں پیشاب کی جلن۔ درد ایک ہی ہفتہ میں دور ہو جاتے ہیں +

جنون و فصد

ایک ہی شیشی کے استعمال سے چوبیس گھنٹے میں پیشاب کی جلن۔ درد ایک ہی ہفتہ میں دور ہو جاتے ہیں +

روغن دافع سستی

یہ عجیب الخواص روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ امراض جو بباعث پیرانہ سالی یا غلط کاریوں یا کثرت فواحشات وغیرہ سے لاحق ہو گئی ہوں ایک ہی ہفتہ کے استعمال سے حکما صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت فیشیشی (۱ روپیہ)

قرص دوا

یہ قرص دوا کیسا ہی پرانا سوزاک ہو چند روز کے استعمال سے بالکل دور ہو جاتا ہے اور پیشاب کی جلن۔ درد وغیرہ دور ہو جاتے ہیں۔ عجیب شرطیہ دوا ہے قیمت فیشیشی چار روپیہ (۱ روپیہ)

روح حیات

شرطیہ

پچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہی حالت میں بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں وغیرہ سے جو لوگ حظ زندگانی سے محروم ہو بیٹھتے ہیں ان کو چاہیے کہ اس مقوی مہی روح کا استعمال کریں۔ دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو اثر نمایاں شروع کر دیتا ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور خلفو لیت کی بدکاریوں وغیرہ سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کے لئے حکم اکسیر کا رکھتا ہے۔ نامردی۔ دردکمر۔ دیابیطس۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ ضعف دماغ۔ ضعف معدہ۔ ضعف جگر اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ سارے جسم کی کمزوری۔ لاغری۔ بیرنقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بیشمار لوگ اس کے مقوی ہونے کے قائل اور خوبی کے مداح ہیں استعمال سے دو گھنٹے بعد اسکے فوائد کا سرٹیفکیٹ دیکھ سکتے ہیں۔ کیپٹن سر جن لیٹ سند یافتہ یونیورسٹی انگلینڈ و دیگر معززین نے اسکی تصدیق فرمائی ہے۔

زہرہ

تحفہ بیان طلسم یونان اسکی تعریف میں متحقق ہمہ زبان ہیں اور ڈاکٹران امریکہ و یورپ تمام بیان کرتا ہے۔ فساد خون و درد عصبی۔ خناق زہرہ کو چند ہی یوم میں دور کرتا ہے۔ صفائی خون کے لئے بے نظیر ہے۔ صفائی خون کے لئے بہتر کوئی دوا نہیں +

سنون مستحکم دندان

دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ درد دور کرتا ہے۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ گوشت خورہ۔ دانتوں سے خون نکلنا۔ مسوڑوں کا پھوڑنا دور ہوتا ہے۔ فیشیشی (۸ عدد)

سرمہ اکسیر

ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھندلا پن۔ پانی بہنا اور کمزوری چشم وغیرہ کو چند ہی یوم میں دور کرتا ہے۔ بینائی کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ ایک دفعہ لگانے سے چھ ماہ تک قائم رہتا ہے۔ فی قلم (۸ عدد)

روغن مقوی

روغن مقوی کے استعمال سے ہر قسم کی کمزوری دور ہو کر بدن میں طاقت و قوت پیدا ہوتی ہے۔ قیمت فیشیشی (۸ عدد)

مفید صحت

مفید صحت ہندی مرتبہ حکیم محمد شریف صاحب آنریری ڈاکٹر پریذیڈنسی و سپرنٹنڈنٹ شفاخانہ عام لاہور۔ (اکبری دروازہ شریف منزل)

آؤ ہم تمہیں تین ہزار ایسے مریض دکھائیں جو ہمارے مقوی اعصاب سے اچھے ہوئے ہیں

فارم تشخیص امراض مفت کار دیکھو کہ مرض قابل علاج ہے یا نہیں اگر ہے تو کب تک صحت ہوگی مفت ارسال ہوں گے +

جنتری سنہ ۱۹۰۱ء تاریکوں کے علاوہ نہایت ہی کارآمد معلومات کا ذخیرہ ہے مفت نمبر +

شربت مقوی اعصاب

عصائے پیری جوانوں کا سچا دستگیر۔ مرد جب تک زندہ رہے مرد ہو تو اس سے زیادہ دنیا میں اور کوئی نعمت نہیں۔ **مردی** نہ صرف ہوائے نفسانی و قوائے شہوانی کے غلبہ کا نام ہے بلکہ مردی کا وجود اس حرارت غریزی پر موقوف ہے جسکے موجود رہنے سے انسان زندہ رہتا ہے۔ جب تک جسم میں یہ قوت خدائی اپنے وزن پر موجود رہتی ہے مرض پیدا نہیں ہوتا مگر اس حرارت کو جسم سے نہ نکلنے دیا جاوے تو انسان ہمیشہ تندرست صحیح و سلامت رہتا ہے + اگر اس اکسیر اعظم **شربت مقوی اعصاب** کو استعمال کیا جاوے تو دشمن (کمی یا نسیان) اس طرف رخ نہیں کر سکتا + روح جسم کی صحت کے تابع ہوتا ہے اگر جسم اچھا رہتا ہے تو روح بھی خوش رہیگا گھنٹے سے زیادہ کام کرنے سے بھی نہ تھکیں گے جس قدر امراض جسم میں اکثر پیدا ہوتے ہیں وہ اس تخم تکان کے انڈے بچے ہوتے ہیں۔ جو لوگ **اپنے مادہ** کو اپنے ہاتھوں خراب کر چکے ہوں جس سے نہ عقل درست ہو نہ ذہن نہ یاد اور نہ معدہ درست ہو نہ مثانہ نہ جگر نہ پٹھے۔ تھوڑی کام سے سرور کرتا ہو چلنے میں ٹانگیں بدلگام ہوتی ہوں۔ منہ سے چاہتے کچھ ہوں اور نکلتا کچھ ہو۔ بات کرتے کرتے بھول جاتی ہوں۔ آنکھوں کا نور کم ہو گیا ہو۔ چہرہ پر بے رونقی چھا گئی ہو۔ گھر میں تخلیہ میں بجائے خوش ہونے کے مغموم ہو جاتے ہوں۔ الغرض جب تمام چرخہ ڈھیلا ہو گیا ہو تو اس **مقوی** کو آزما کر تجربہ کرو۔ یہ ان **مخفی دکھوں** کا سب سے عمدہ تر علاج ہے جسکی تکلیف آپ مارے شرم کے کسی طرح نہیں بتلا سکتے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آئندہ بدوضع نسلیں جنکے منہ روکھے ہاتھ پیر سوکھے معدے تباہ پیدا نہوں تو اس مرکب کو پی کر دیکھو کمزوری۔ بدصورتی۔ بیوقت بڑھاپا۔ لاغری وغیرہ نقص جو ہماری قانون قدرت کی خلاف ورزی کی سزا ہوتے ہیں۔ ہمارے کوتاہ قد۔ سوکھے سڑے بے دل معصوم کم عمر بچے ہماری غلطیوں کی زندہ تصویر اور ہمارے قاعدہ قدرت کے توڑنے کی مجسم نظر ہوتے ہیں۔ وہ مصیبتیں جھیلتے جھیلتے اور دکھ سہتے سہتے جب یہ سمجھیں گے کہ وہ سب والدین کی کرتوتوں سے ہم پر بلا نازل ہے تو ممکن نہیں کہ کبھی **فاتحہ خیر** سے یاد کریں۔ یہ **مرکب** آئندہ نسلوں کے درست کرنے میں اور موجودہ جسمانی تکالیف کے ازالہ میں بے مثل بے مثال دوا ہے۔ اس سے **روزانہ ڈیوٹی** ادا کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ سستی کو دور کر کے چست بناتا ہے۔ مجرد دل کو جواں مرد۔ جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بناتا اس کا معمولی کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم **اولاد نرینہ** پیدا ہوتی ہے۔ مادہ زندگی کے تمام نقص دور کر دیتا ہے۔ اگر چالیس برس کی بعد شادی کو واقعی خانہ آبادی بنانا چاہتے ہیں تو اسکو رفیق بنائیے +

قیمت فیبوتل چار روپے ... ... (للہ)

جوہر عشرہ و چوبینی

بے اس سے بہتر کوئی دوسری دوا مصفی خون نہیں۔ خون فاسد کو سمیت سے صاف کرنا اسی کا کام ہے۔ غلاظت کو نکال کر خون کو پاک و صاف کر دیتا ہے۔ رنگ سیاہ کو سرخ بناتا ہے۔ پھوڑے۔ پھنسیاں۔ غدریں۔ ناسور۔ دنبل۔ بھگندر۔ رسولی اور پھوڑوں کا درد۔ رینگن باد۔ خنازیر کہنہ وغیرہ کے دفعیہ کے لئے اکسیر دوا ہے۔ ڈاکٹری و لایتی تجویزوں کے ہماری مزاجوں کے موافق نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ گرم اور بوجھ گیر ہیں شراب منسوخ ہیں۔

قیمت شیشی کلاں تین روپے (للہ) شیشی خورد ڈیڑھ روپیہ (عہ)

ظلمات نادر

ہاضم۔ دافع نفخ۔ مقوی اعصاب۔ مقوی قلب۔ مقوی دماغ۔ مقوی باہ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی امعاء۔ مقوی کبد۔ مقوی مثانہ۔ مقوی رحم۔ مقوی کلیہ۔ مقوی مقعد۔ مقوی ریہ۔ مقوی حلق۔ مقوی لثہ۔ مقوی دندان۔ مقوی چشم۔ مقوی گوش۔ مقوی بینی۔ مقوی دماغ۔ مقوی ہاضمہ۔ مقوی جملہ اعضائے رئیسہ و فرعیہ۔ مقوی ہر عضو۔ مقوی ہر جزو۔ مقوی ہر ریشہ۔ مقوی ہر رگ۔ مقوی ہر شریان۔ مقوی ہر وریدہ۔ مقوی ہر عصب۔ مقوی ہر غدہ۔ مقوی ہر لحم۔ مقوی ہر شحم۔ مقوی ہر غشاء۔ مقوی ہر ورم۔ مقوی ہر زخم۔ مقوی ہر قرحہ۔ مقوی ہر ناسور۔ مقوی ہر بواسیر۔ مقوی ہر ثالول۔ مقوی ہر دنبل۔ مقوی ہر بھگندر۔ مقوی ہر رسولی۔ مقوی ہر خنازیر۔ مقوی ہر غدر۔ مقوی ہر سلسلہ۔ مقوی ہر ورم۔ مقوی ہر ورم۔ مقوی ہر ورم

دیکھیں! کون مرد میدان بنکر انعام حاصل کرتا ہے؟

پانچ سو روپیہ انعام ۵۰۰

خرچ آمد و رفت کے علاوہ اُس شخص کو دیا جائیگا جو

خضاب جہاں قدر سے وزن

اچھا خضاب ہمکو بتاوے

اور جو تیل کا خضاب لیاوے کھادے اُسکو پانچسو روپے کے علاوہ تین سو روپے کی سونے کی گھڑی بھی انعام دیجاویگی

ہمارا دعوے ہے کہ خضاب جہاں قدر سے بڑھکر کوئی خضاب ایجاد نہیں ہوسکتا اِسکے لگانے سے ایک منٹ میں بال سیاہ ہوتے ہیں اور آدمی جوان نظر آتا ہے جنکے بال تھوڑے سفید ہوں اُنکو ایک سٹ چھ ماہ یا برس بھر کے لئے کافی ہے۔ مہینہ میں ایک یا دو دفعہ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ خوشبودار عرق ہے جسکے لگانے سے بال سیاہ ملائم اور نرم رہتے ہیں +

قیمت فی سٹ دو روپے (عہ)

خضاب جہاں قدر ایک روپیہ پر کسطرح ملسکتا ہے

جو صاحب تاریخ یکم ۵-۱۰-۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو اپنے اپنے ڈاک خانہ سے ایک روپیہ کا منی آرڈر پیشگی ارسال کرینگے اُن کو خضاب جہاں قدر پورا سٹ بھیجا جائیگا۔ اِس رعایت سے غرض یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو خضاب جہانقدر کے آزمانے اور انعام حاصل کرنے کا موقعہ مل سکے۔ جن جن صاحبوں کے مندرجہ بالا تاریخوں کے بھیجے ہوئے منی آرڈر موصول ہونگے انکو آیندہ کے واسطے بھی خضاب جہانقدر کا پورا سٹ بقیمت ایک روپیہ ملا کریگا +

تصدیق

عبدالخالق صاحب از مقام رنگون:- میں نے دو سٹ خضاب کے آپ سے منگوائے تھے۔ اب مہربانی فرماکر چھ سٹ خضاب کے اور ارسال فرماویں مشکور ہونگا یہ خضاب برائے فروخت منگوانا ہوں۔ انشاء اللہ ہمیشہ منگایا کرونگا +

قاری محمد ارشد صاحب چھوٹا بازار سیمین سنگھ:- آپ کا خضاب جہاں قدر اعلےٰ اور قابل تعریف ہے۔ ایک سٹ اور بھیجدیں +

قاسم طالب صاحب از گلبرگہ اشریف ریاست حیدرآباد دکن:- خضاب جہاں قدر پہنچا۔ ایک سٹ اور ارسال فرماویں +

سید امراؤ علی صاحب رجسٹرار دیوریا ضلع گورکھپور:- آپ سے خضاب جہاں قدر منگوایا اور آزمایا۔ واقعی عمدہ خضاب ہے +

محمد حسین صاحب عطا جمعہ مسجد میسور:- خضاب جہاں قدر مرسلہ ختم ہوگیا ہے اب دو سٹ اور بھیجدیں

لالہ صاحب متولی دوکاندار قصبہ ہنڈرولہ ضلع شولاپور:- ایک شیشی خضاب جہانقدر اور بھیجدیجئے ویسا عمدہ جیسے پہلے بھیجا تھا +

محمد ابراہیم صاحب خلیفہ از مقام اکولہ ملک برار:- آپ کا خضاب بیسیوں جگہ یہاں آتا ہے اسی قسم کا عمدہ مجھے بھی روانہ فرماویں +

سید غلام عباس صاحب جاگیردار انخصیل بلب گڈھ ضلع دہلی:- خضاب جہاں قدر نہایت عمدہ ہے۔ خرچ ہونے پر اور منگالونگا +

سفیداللہ خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر گوجرہ ضلع جھنگ:- آپ کا خضاب جہاں قدر پہنچا استعمال کیا گیا۔ اب دو سٹ قیمتی مبلغ چار روپے اور روانہ فرماویں +

گل محمد صاحب از مقام کوٹری بندر کراچی:- آپ کا خضاب جہاں قدر بے نظیر ہے ایک سٹ اور بھیجدیجئے + واقعی آپ کا خضاب اسم بامسمیٰ ہے +

ماگھوراؤ صاحب سرشتہ دار از مقام پربھنی ریاست حیدرآباد دکن:- آپ سے دو سٹ خضاب کے منگوائے تھے وہ قریب الاختتام ہیں۔ براہ مہربانی چار سٹ خضاب جہاں قدر اور بھیجدیجئے +

محمد شاہدین صاحب بی۔ ان ریلوے کہڑگ پور ضلع مدناپور (بنگال):- دو سٹ خضاب جہانقدر موصول ہوئی۔ اب دو سٹ اور بھیجدیں +

محمد الطاف نبی صاحب از گونڈہ:- آپ کے کارخانہ سے چند مرتبہ خضاب منگایا گیا۔ اب دو سٹ جلد مرحمت فرماویں +

عزیز الرحمن صاحب (مراد آباد):- آپ کا خضاب جہاں قدر بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔ ایک سٹ اور بھیجدیں

رحیم بخش صاحب مستری ریلوے اور کتاب ہیلی:- دو سٹ خضاب جہانقدر پہنچے۔ ایک سٹ اور ارسال فرماویں +

محمد عظم صاحب از مقام اکولہ ملک برار:- خضاب دوست منگا چکا ہوں۔ ایک سٹ اور بھیجکر مشکور فرماویں +

محمد عبداللہ صاحب پبلک ورک انسپکٹر اجیر کا ریاست الور:- دو سٹ خضاب جہاں قدر موصول ہوئی۔ ایک سٹ اور بھیجدیں +

سید حضرت علیشاہ صاحب از قلعہ درویش مہربانی فرماکر خضاب جہانقدر ایک سٹ اور بھیجدیں +

نظام احمد صاحب مالک ریاض الاخبار گورکھپور:- (مقام خیرآباد اودھ) آپ کا خضاب جہاں قدر پہنچا لاجواب ہے فوراً تجربہ کیا۔ معین اثر کامل ہوا۔

صوبیدار ہرنام سنگھ صاحب از قلعہ درویش خضاب جہاں قدر دوست پہنچے براہ مہربانی دو سٹ اور بھیجدیں +

شیخ چاند صاحب سوداگر مقام ون:- آپ کا خضاب جہاں قدر بہت اعلےٰ ہے ایک سٹ بنام الہ بخش صاحب پٹیل روانہ فرماویں آپ کی راستی کی وجہ سے دو سو روپے کی رسالہ دوائی منگایا کرینگے۔ اور ایک سٹ بنام ماگھوراؤ صاحب انسپکٹر بھیجدیں +

محمد قمرالدین صاحب مترجم عدالت حجی شاہ جہان پور آپ نے چار شیشی خضاب بنام بابو عاشق علی صاحب دارونہ جیل مقام گونڈہ ارسال کیا تھا اُسی قسم کا خضاب عمدہ چار شیشی میرے نام روانہ فرماویں +

محمد اسحاق خاں صاحب مرزا گنج لکھنؤ:- قبل ازیں چھ شیشی خضاب جہاں قدر دوستوں میں تقسیم کی ہیں اب دو سٹ اور پہلی جیسی روانہ فرماویں

ٹھاکر جگن ناتھ سنگھ صاحب ڈپٹی کلکٹر اڑ مقام مین پوری:- دو سٹ خضاب جہاں قدر پہلے منگوائی گئی۔ ویسا ہی ایک سٹ اور ارسال فرماویں

آسا سنگھ صاحب سگنلر قلعہ درویش:- خضاب جہانقدر ۸ سٹ منگا چکا ہوں ایک سٹ اور بھیجدیں اِسکے لوگ بہت خواہشمند ہیں +

متذکرہ صدر

شہادتوں کے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں جو بوجہ عدم گنجایش درج نہیں ہوسکتیں

تمام منی آرڈر بنام ڈاکٹر محمد امام الدین۔ ہال بازار امرتسر (پنجاب) چھپیں

فیروز الدین

جوہر عشبہ فیروزی

امراض ذیل کے لئے مفید مانا گیا ہے۔ اشک کسی درجہ میں ہو بڑھے۔ ورد اعضا۔ ورد زانو و شانہ اشک کے باعث گھنٹہ بھگندر۔ ناسور۔ جسم کا سیاہ ہونا۔ فساد خون وغیرہ۔ اس جوہر میں ہمنے اپنے ملک کی بہت سی بوٹیاں وغیرہ شامل کی ہیں تاکہ طبیعت صفراوی و صفراوی کو بھی موافق و مفید ہو۔ صفائی خون کے لئے یہ جوہر ضرب المثل ہے۔ قیمت شیشی خورد "۸ عہ" شیشی کلاں (۸ عہ)

جواہر سوزاک و قرحہ

اسکے پینے سے پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا۔ درد جلن اور پیپ چھتیس گھنٹے کے اندر کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر حالت کے مریض کے لئے مفید ہے۔ قیمت فیشیشی دو روپے (عہ)

عرق طحال

یہ بے نظیر عرق تپ تلی کے دفعیہ کے لئے غایت درجہ مفید ثابت ہوا ہے اکثر لوگ جو ڈاکٹری و یونانی علاج سے مایوس ہو گئے تھے اس عرق سے صحت پا چکے ہیں۔ فیشیشی (۸ عہ)

حب بواسیر

ان گولیوں کے استعمال سے بواسیر خونی ہو یا بادی نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ قیمت بحساب فائدہ عام ۸ عہ

مرہم بواسیر

مسوں پر لگانے سے یہ مرہم فوراً تسکین دیتی ہے۔ مرض سے نجات دیتی ہے۔ قیمت فی ڈبیہ (۸ عہ)

جوہر خیری

کی تاریخ ایجاد سے اسوقت تک ملک کا کوئی صوبہ یا ضلع خالی نہیں رہا جہاں اس کے فائدوں کا چرچا اور شہرہ نہ ہو

جوہر خیری

کے فائدوں کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ملک کے مڈیکل آفیسر اور دیسی حکیم ہم سے منگا کر اپنے زیر علاج مریضوں پر استعمال کرتے ہیں

فیروز بام یا پکھول بام

دمہ۔ کھانسی خشک و تر۔ نزلہ زکام۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ کالی کھانسی۔ ابتدائی سل وغیرہ کے لئے از حد مفید و زود اثر ہے۔ یہ عرق اپنے عجیب الاثر ہونے کے باعث ملک بھر میں شہرہ ہے۔ شیشی خورد ۱۲ شیشی کلاں (عہ)

حب ہاضمہ

ان گولیوں کی جس قدر تعریف کی جاوے کم ہے۔ غذا کے ایک گھنٹہ بعد صرف ایک گولی کھانے سے قبض دفع ہو کر ہاضمہ درست ہو جاتا ہے ۲۵ گولی ایک روپیہ (عہ)

سرمہ فیروزی

اس سرمہ کی جس قدر تعریف کی جاوے مبالغہ نہ ہوگا۔ جالا و ہند۔ غبار۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ ضعف بصارت کے لئے از حد مفید ہے اسکا استعمال کرنے والا کبھی امراض چشم میں مبتلا نہ ہوگا قیمت فیتولہ ایک روپیہ عہ

فیروز سیرپ

اسکے استعمال سے شراب چنڈو افیون وغیرہ نشے سب بآسانی چھوٹ جاتے ہیں۔ صرف نباتات سے یہ تیار کیا گیا ہے۔ قیمت شیشی خورد ۱۲ کلاں ۲۰

حب وجع مفاصل

گنٹھیہ اگر اشک کے باعث ہو تو جوہر عشبہ فیروزی اور ان گولیوں کا استعمال کریں ورنہ یہ گولیاں و جوہر و مینٹ قیمت گولیاں "۱۲ جوہر ۱۶ پوڈیہ عہ

سفوف

دافعہ ریگ شانہ اسکے تھوڑے عرصہ کے استعمال سے مرض کا دورہ دور ہو جاتا ہے۔ ایک شیشی میں ایک چھٹانک سفوف ہے (عہ)

فیروز زمان

کی ایجاد کردہ مشہور عالم عجیب و غریب دوائی مقوی

جوہر خیری

جوہر خیری یا فیروز زمان ٹانک پلز

انسان کی صحت کی سلسلہ اور محافظ دوائی ہے جسکو قریباً تمام ملک نے مفید مانا ہے۔ اس دوائی نے ملک کے مڈیکل افسران اعلےٰ سے اعلےٰ ڈاکٹران و عہدہ داران سرکار انگلشیہ مشیران ریاست حکماء یونان اور عام پبلک جاگیرداران وغیرہ سے بڑی بھاری تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری کو دور کرنے اور بدن کو مضبوط و طاقتور بنانے کے لئے صرف یہی ایک بے نظیر دوائی ہے

نامردی۔ ضعف۔ ضعف اعصاب۔ جریان سرعت۔ رقت۔ احتلام۔ ضعف دماغ۔ نقوہ ضعف معدہ۔ ضعف بصر۔ کمی اشتہا

وغیرہ کے لئے یہ ایک ہی دوائی ہے جو اپنی آپ نظیر ہے

جوہر خیری خصوصیت کے ساتھ بلا مبالغہ بے نظیر اثر کے ساتھ جوانی اور بچپن کی غلط کاریوں اور بے احتیاطیوں کے نقص دور کرنیوالی دوائی ہے اور اُن لوگوں کو جنکو کثرت فواحشات و مسکرات نے بالکل نکما کر دیا ہو

جوہر خیری وکلاء اور عام مطالعہ کرنے والے حضرات اور امتحان کے امیدواروں۔ طالب علموں۔ سکول ماسٹروں اور دماغی محنت سے کام لینے والوں کے لئے ایک نادر اور قیمتی تحفہ ہے

جوہر خیری تین بکس کا ایک کورس ہوتا ہے۔ جو بالکل گم شدہ طاقت کو واپس لاتا ہے۔ مگر معمولی کمزوری صرف تین روز میں دور ہونے لگتی ہے۔ قیمت فی بکس ۴۸ گولی ڈیڑھ روپیہ عہ

روغن طلا

ایام جوانی کی غلط کاریوں کے کل نقائص بغیر کسی قسم کی تکلیف دہ پرہیز کے دور کر کے دوران شباب دکھلاتا ہے

نامردی اور سستی اعصاب کے لئے یہ روغن اکسیر ہے۔ ایسے مریض کو اسکی ہمراہ جوہر خیری کا استعمال ضروری ہے تاکہ جلد فائدہ ہو فیشیشی (عہ)

واقعہ خوفناک و ہیبت ناک

محافظ دندان

جناب صاحبزادہ سید ظہور الحسن صاحب

جناب ڈاکٹر رئیس احمد صاحب

جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب

جناب ڈاکٹر سید ریاض الدین صاحب

جناب ڈاکٹر سید ضیاء الدین صاحب

جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب

جناب ڈاکٹر سید ریاض الدین صاحب

جناب ڈاکٹر سید ضیاء الدین صاحب

صاحبزادہ

سرمہ کامیاب

مُصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دُھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ بل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خواص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال کیلئے کافی ہے۔ مبلغ دو روپیہ میرے کا میند سُرمہ اعلےٰ قسم فتولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فتولہ ۴ خرچ بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میری کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے +

المشتہر

بہ وفیسر متیا سنگھ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور + (پنجاب)

تازہ سندات — اُن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے — تازہ سندات

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار متیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھندہ۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ یا اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا علاج مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری مفید ہے +

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ۔ امرتسر +

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار متیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اپنی ایک زیر علاج مسماۃ مریضہ اتم دیوی عمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھ کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے۔ اور پڑوال پڑتے تھے۔ اس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی میں دھاگہ بھی نہیں پرو سکتی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی +

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن چیف ڈاکٹری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور +

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار متیا سنگھ نے تیار کیا ہے۔ ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو تو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم۔ ڈاکٹر ہرچ ہل گھوس بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند +

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے میرے کا سرمہ کہ جو سردار متیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کیلئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور +

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میری کے سرمہ کی سندات جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے

فرید بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مالک و اڈیٹر کے اہتمام سے چھپا +